وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأربعين
فی الأعمال السیئة و اصلاحها

(الجزالاول)

چالیس احادیث
برے اعمال اور ان کی اصلاح

(حصہ اول)

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الأربعين
فی الأعمال السيئة و اصلاحها
(الجزالاول)

چالیس احادیث
برے اعمال اور ان کی اصلاح
(حصہ اول)

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

نام کتاب: الأربعین فی الأعمال السیئۃ واصلاحھا (الجزء الاول)
چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح۔(حصہ اول)

ترتیب وتحریر: ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

اہتمام: خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

تعداد: 1100

اشاعتِ اول: اکتوبر 2022 بمطابق ربیع الاول شریف 1444ھ

اشاعتِ دوم: دسمبر 2023 بمطابق جمادی الثانی 1445ھ

اللہ کے فضل وکرم سے، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بلغ العُلیٰ بکمالِہ

کشفَ الدُجیٰ بِجمالِہ

حَسُنَتۡ جمیعُ خِصالِہ

صلُّوا علیہِ وآلِہ

بفیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السبل، خزینۃ الاسرار، وارث النبی المختار

وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین، محبوب السالکین، امام

المتقین و صفوۃ العابدین، جلیس الرحمٰن، امام خراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظرِ کرم

غوث الزمان، محبوب امام خراسان، تاج الاولیاء، امام الاتقیاء

زینۃ الاصفیاء طبیب ارواحنا و قلوبنا، سیدی و سندی، مرشدی

و مولائی، وسیلتنا الی اللہ، شیخ المشائخ شیخ الطریقہ

حضرت **میاں محمد السیفی** الحنفی اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذالکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب محمدی سیفی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے متعدد خوبیوں سے نوازا ہے۔ دینی علم کا وافر حصہ اللہ نے انہیں عطا کیا ہے۔ ایک مدّبر عالم جہاندیدہ بہترین منتظم جن کی نگاہ ہر وقت اپنے عملے کی تمام کیفیتوں سے باخبر عبارت ہیں۔ ہر پہلو پر آپ کی نظر ہے۔ جہاں آپ نے عقائد پر قلم اٹھایا ایک ایک عقیدے پر اپنے متوسلین کو اس کے اپنانے اور عمل کرنے کے معاملے میں ان کا مرید عمل پیرا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

اختصار کے طور پر یہ عنوان بھی آپ نے اپنایا کہ کون کون سی بداعمالیاں قوم کی اخلاقیات کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔ مثلاً وعدہ وفا کرنا، بدعہدی سے بچنے کی راہیں بیان کیں۔

سوءادب سے قوم کو بچانے کا درس اور ادب کرنا بزرگوں کا، والدین کا، شیوخ کا، اساتذہ کا، مسجد کا، قرآن مجید کا حتی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرنا، ان کے احکامات کا ادب کرنا۔

آپ ہی سے منقولہ بایں الفاظ کہ

"أَدَّبَنِىْ رَبِّىْ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِى عَلَّمَنِى رَبِى فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمِى"[1]

---

[1] الجامع الصغیر، السیوطی

مزید بقول رومی کے

ادب تنہانہ خود را داشت بد　　　　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد[1]

حتی کہ جہاں بے ادبی کے اثرات و وجوہات کو بیان کیا وہاں ساتھ ہی اس کا علاج بھی آپ نے بیان کیا۔ غرضیکہ ایک درجن سے زائد افعالِ ممنوعہ ، مکروہہ ، مذمومہ سے بچنے کی تعلیم دی۔ جو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ تو گویا آپ نے امت مسلمہ کی تعلیم کے طور پر جو ضروری ہے وہ "تقریباً" تمام تر کو بیان کر کے نسل نو کو راہ صفا پر چلنے کا مواد دے کر احسان عظیم کیا۔

ان ممنوعات، مکروہات اور مذمومات سے اصلاح پانے اور حصولِ تزکیہ و تصفیہ کے لیے صبح شام ،دن رات، خانقاہ اور آستانہ عالیہ پر ذاکرین کا غلغلہ ، سالانہ تمام مقتدر شخصیات کے یوم ، ہفتہ وار محافلِ ذکر ، ضیافت و سخاوت ،اہل بیت کے عقیدت مندانہ تذکرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایام کا اہتمام وغیرہ، غرضیکہ آپ کے پاس اہل علم و دانش کا ہر لحظہ ہجوم رہتا ہے۔ آپ سے عقیدت رکھنے والے اور تربیت یافتہ بھی صوفیاء و صلحاء و علماء کے انتہائی قدر دان ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس مضمون پر چالیس احادیث کا عظیم ذخیرہ کتب متداولہ سے نکال کر ایک امتی کیلئے اس منزل اور قوام کو پانے میں بڑی راہنمائی کی ہے۔ آپ کے مرشدِ گرامی غوث زماں، طبیب روحاں ،امام الاتقیاء والاصفیاء، شیخ المشائخ حضرت میاں محمدی سیفی اطال اللہ حیاتہ ، نے گویا اتنی عظیم المنزلت تصوف کی کمائی آپ کے حوالے کی ہے۔ اس کی قدر دانی کے طور پر تمام متبعین، معتقدین، مریدین اور صاحب نسبت بالخصوص اور عامۃ المسلمین بالعموم فائدہ اٹھائیں، اس راستے پر چلیں اور اپنی عقبیٰ سنواریں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق انیق دے۔

---

[1] مثنوی معنوی، مولانا جلال الدین رومی

آپ کا درس تصوف اور محافل قرونِ اولیٰ کے مشائخ کی یاد دلاتے ہے۔ ان اوصاف کے حامل قبلہ ڈاکٹر صاحب، اس درجے کی بلند و بالا شخصیت کی حضور ﷺ کے فرامین سے اخذ کردہ یہ لازوال تصانیف قابل مطالعہ اور قابل عمل ہے۔ عامۃ الناس، راہِ تصوف و سلوک کے راہیوں کیلئے بہترین کتب اور بالائی سطح کے لوگوں کیلئے بھی انتہائی موزوں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عمرِ طویل عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو آپ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اللہ آپ کی ان تصنیفات کے ذریعے امت مسلمہ کو رزائل سے بچائے اور فضائل سے نوازے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

یکے از طالبان طریقت

(مفتی) محمد سلیمان رضوی غفرلہ

دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

4 اکتوبر 2022ء بمطابق 7 ربیع الاوّل 1444ھ

میزانِ حروف: علامہ ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زیرِ نظر کتاب الأربعین فی الأعمال السیئة واصلاحها، چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح، ایک روحانی پیشوا اور ماہر امراض جسمانی کی تحقیق و جستجو کا ثمر ہے۔

زندگی میں بڑا ضروری ہے   یہ سمجھنا کہ کیا ضروری ہے

ارشادات نبوی کے خوش رنگ اور مہکتے پھولوں کی خوشبو نے سارے عالم کو معطر اور معنبر کر دیا ہے مگر اس خوشبو خوشبو فضا سے خوش نصیب ہی کماحقہ فیض یاب ہو سکے۔ ہمارا المیہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ہم ضروری اور غیر ضروری امور کو کبھی بھی پوری طرح سمجھ نہیں پائے اور اس کا سبب اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات سے دوری اور ناواقفیت ہے۔ آستانہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم کے مؤسس و بانی مسند نشین ڈاکٹر کرنل (ر) حافظ محمد سرفراز محمدی سیفی نے اس خلا کو سمجھا، تشخیص کیا اور پھر اس کے تدارک کیلئے اقدامات اٹھائے۔ اپنی اولاد کو علوم جدیدہ کے ساتھ ساتھ ترجیحاً علوم شریعہ کی پابندی کی اتباع کی طرف عملاً راغب و عامل کیا۔ اسی دوران خود قرآن کریم کے حافظ ہوئے اور اپنے اوقات کو صحبت کلام نبوی ﷺ سے مفید اور قیمتی بنایا۔ اس مستقل سلسلہ کا اجراء کیا جس میں اربعین کی ترتیب و تدوین متعینہ و مقررہ موضوعات کی قید سے عوام و خواص کی رہبری کا سامان ہو۔ اب کی بار انہوں نے الأربعین فی الأعمال السیئة واصلاحها، یعنی کہ چالیس احادیث - برے اعمال اور ان کی اصلاح، مرتب کرنے کا شرف و اعزاز حاصل کیا۔

معاشرتی برائیاں کے خاتمہ کیلئے ہماری اخلاقی وملی، دینی وشرعی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کتاب میں پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب خود ایک حکیم ودانا انسان ہیں۔ وہ حکمت کے تقاضے خوب خود جانتے ہیں۔ اور حکمت کے ساتھ ہی ابلاغ دین اور اصلاح احوال کا فریضہ نبھاتے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے سماجی خرابیوں کا جائزہ لیا اور بارگاہِ رسالت مآب سے راہنمائی لے کر معاشرے کے مسائل کے حل کیلئے جمع وتدوین کا فریضہ ادا کیا۔ یہ ارشادات انفرادی اور اجتماعی دو جہتوں پر برابر راہنمائی کرتے ہیں۔

خوشامد، مداہنت، بدعہدی، سوء ادب، غلو، طول امل اور ان امراض کی جزیات پر فرامین رسالت پناہی مرتب کئے ہیں۔ ان کو اصل متن، اردو ترجمہ اور تشریح وتصریح کے ساتھ پیش کیا ہے۔ پھر عام فہم اور سلیس انداز اختیار کیا ہے تاکہ ایک عام اور سطحی قاری بھی پورا پورا استفادہ کرسکے۔ ہمارے معاشرے کا موجودہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ مطالعہ کا عادی نہیں رہا۔ حالانکہ انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کا معمول ہر گھر، ہر دکان، ہر دفتر، ہر مسجد، ہر خانقاہ، ہر مدرسہ اور ہر مرکز میں بلاناغہ قائم وبرقرار رہنا چاہیئے۔

انفرادی مطالعہ سے مراد ہر فرد چوبیس گھنٹے میں ایک گھنٹہ رجوع الی الکتاب سے سرفراز ہونا چاہیئے جبکہ اجتماعہ مطالعہ سے مراد یہ ہے ان پڑھ اور مصروفیت کا شکار تعلیم یافتہ افراد کسی ایک وقت میں مل بیٹھیں اور کوئی ایک صاحب، کتاب سے دیکھ کر ایک باب یا اس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنائیں اور باقی حاضرین سماعت کے ذریعے فیض یاب ہوں۔ کرنل صاحب قبلہ نے اربعین کے جو سلسلے شروع کئے ہیں انہیں فروغ دینا چاہیئے انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں تسلسل واستحکام پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اربعین کا یوں مطالعہ اصلاح عقائد واعمال کا بہترین ذریعہ تو ہے ہی سہی لیکن اس سے بے پناہ روحانی فوائد وترقیاں نصیب ہوں گی کہ ارشادات نبوی کی سماعت کا اعزاز ملے گا۔ یعنی ساڑھے چودہ سو سال بعد وہ مبارک الفاظ ہماری سماعتوں میں آکر انہیں نور بار کردیں گے۔

یادرکھنا چاہیئے کہ

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار　　　　وہ نہ تھے عالم نہ تھا، گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

اور دوسرے مقام پر امام اہل محبت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　　　جان ہے وہ جہاں کی، جان ہے تو جہاں ہے

لہذا مقصود کائنات اور طبیب قلوب وروحاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات طیبات سے راہنمائی حاصل کرنے کیلیئے گرامی قدر ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ کی زیر نظر کتاب "الاربعین فی الاعمال السیئۃ واصلاحھا" سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔اس کار خیر پر حضرت ڈاکٹر صاحب ہدیہ تبریک و مبارکباد اور پوری قوم کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔رب کریم امتِ مرحومہ کی طرف سے انہیں دارین میں جزائے خیر سے نوازے آمین۔وہ اور ہم جب اس جہانِ فانی کو خیر باد کہیں تو یہ توشۂ آخرت اعمال نامے میں ہو۔

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کر چلے　　　　اندھیری رات سُنی تھی، چراغ لے کر چلے

ملک محبوب رسول قادری

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر: ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

چیئر مین: اسلامک میڈیا انٹر نیشنل

7 ربیع الاول 1444ھ بمطابق 3 اکتوبر 2022ء

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ہَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہۡتَدِیَ لَوۡلَا اَنۡ ہَدَانَا اللّٰہُ لَقَدۡ جَاءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا خَاتَمَ الۡاَنۡبِیَاءِ مُحَمَّدِ الۡمُصۡطَفٰی صَلَی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

اَمَّا بَعۡد

اللہ عزوجل کا نہایت ہی عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمارے بھلے کیلئے ہم تک ہدایت کما حقہ پہنچانے کیلئے اپنے برگزیدہ رسول مبعوث فرمائے۔ جن کیلئے ارشاد فرمایا گیا،

> وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا[1]
>
> ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

ان متبرک ہستیوں کی بدولت ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی نہیں پہنچے بلکہ ان پر نیک نیت اور اخلاص کے ساتھ عمل بھی نصیب ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

> یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ[2]
>
> ترجمہ: جو اِن پر تیری آیتوں کی تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمادے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

[1] النساء، 04: 69

[2] البقرۃ، 02: 129

یہ ان ہستیوں کے فرائض منصبی تھے جسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہماری "تعلیم و تربیت" کیلئے انہیں مبعوث کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

> وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا[1]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔

مزید ارشاد فرمایا،

> إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلاَقِ[2]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے مکارم اخلاق کیلئے بھیجا گیا ہے۔

یہ دونوں فرامین "تعلیم و تربیت" کو ظاہر کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے انسان قعرِ مذلت میں گرا ہوا تھا، نہ پیدا کرنے والے کا شعور، نہ رشتوں ناطوں کا تقدس، غرضیکہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی کا طریق تھا۔ باپ کے مرنے پر ماں کو نیلام کرنا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا ان کا طریق تھا، جوان ہوتے ہی بیٹے کو اپنا باپ پہلا دشمن محسوس ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[3] (ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔) کی شان سے متصف فرما کر ہم پر احسان عظیم کرتے ہوئے، ہمیں

اپنی رحمت، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[4]،

---

[1] اخرجه ابن ماجه، الکتاب فی الإیمان وفضائل الصحابة والعلم، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث نمبر: 229

[2] سنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات، بَابُ: بَيَانُ مَكَارِمِ الأَخْلاَقِ وَمَعَالِيهَا، حدیث نمبر: 20819

[3] القلم، 68: 04

[4] الانبیاء، 21: 107

اپنا فضل و کرم، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا[1]،

اپنی ہدایت، هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ[2]،

اپنا نور، قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ[3]، عطا فرمایا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت میں آکر آپ ﷺ کی سنگت اور صحبت کو اختیار کرنے والے لوگوں کو ایسی زندگی عطا ہوئی جن پر انسانیت فخر کرتی تھی۔ نیلام ہونے والی ماں کے پاؤں کے نیچے جنت کی عظمت عطا ہوئی، بھائی کو بازو اور باپ کو سائبان کا درجہ ملا، والدین کو محبت سے دیکھنا عبادت بنا۔ مواخات مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے غیر بھی سگے بھائیوں سے زیادہ عزیز بنے۔ یہ زندگی ان کی باطنی طہارت اور من کی زندگی تھی۔ ارشاد ربانی ہے،

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ[4]
>
> ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

یعنی فرمایا گیا کہ، جب اللہ اور رسول ﷺ بلائیں تو حاضر ہو، تمہیں حیات عطا کی جائے گی۔ سوچنے کی بات ہے، یہ کون سی حیات ہے جو پہلے سے زندہ کو عطا کی جائے گی؟

یہ حیاتِ طیبہ، پاک صاف زندگی، حیات قلبی والی زندگی ہے، جو صرف اور صرف وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[5] کی شان والی ذات مقدس ﷺ سے نسبت اور حقیقی محبت والوں کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ جس نے ان کو ایسے اخلاق سے مزین کر دیا کہ انسانیت فخر میں آگئی۔ انسان کیلئے اشرف ہونے کا پتہ پوری کائنات کو چلا۔

---

[1] الاحزاب، 33:47

[2] التوبۃ، 09:33

[3] المائدہ، 05:15

[4] الانفال، 08:24

[5] صحیح بخاری، أبواب التھجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث نمبر، 1147، سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی الوضوء من النوم، حدیث نمبر: 202

آج کا ترقی یافتہ دور جو انسانی حقوق، تہذیب و تمدن کا علمبردار مانا جاتا ہے۔ اس روشن دور جو رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے سامنے تھا انتہائی شرمندہ تعبیر ہے۔ آج پھر اخلاقی پستی عروج پر ہے۔ رشتوں ناطوں کا تقدس دگرگوں ہے۔ حقوق و فرائض کا خیال ختم ہو چکا ہے۔ آج ہمیں بہت ضرورت ہے "سِرَاجًا مُّنِيْرًا"[1] ﷺ کی اُس خیرات کی جس کی بدولت وہ انقلاب برپا ہوا۔
اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[2] (ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) کی تکمیل حاصل کرنے کیلئے فقیر نے رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے اکتساب فیض کیلئے اربعینات کے سلسلے میں انسانی اعمال کی برائیوں اور ان کے تدارک کیلئے سعی کی ہے۔ اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل اپنے پیاروں کی نسبت کے صدقے ہمیں ان برائیوں سے محفوظ فرما کر دنیا اور آخرت میں کامیاب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ



الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

[1] الاحزاب33: 46

[2] الحشر،94: 07

چالیس احادیث

خوشامد

1. عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي المِدْحَةِ فَقَالَ: أَهْلَكْتُمْ أَوْ: قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں بہت مبالغہ کر دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اسے ہلاک کر دیا یا (یہ فرمایا کہ) تم نے اس شخص کی کمر کو توڑ دیا۔

2. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُمَا عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ يَقُولُهُ مِرَارًا إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ، وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلاَ يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا[2]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما نے، اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا پھر ایک دوسرے شخص نے اس کی تعریف میں کہا یہ بہت اچھا ہے پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص ضرور مدح کرنے والا ہو تو وہ یوں کہے کہ میں اسکو ایسا اور ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ سمجھتا ہو کہ وہ اس طرح سے ہے اور

[1] صحیح البخاری، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ، حدیث نمبر: 6060

[2] صحیح البخاری، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ، حدیث نمبر: 6061

اس کا حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی نہ بیان کرے اور حقیقت حال کو اللہ ہی جاننے والا ہے۔

3. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُمَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَقَالَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَاكَ كَذَا وَكَذَا[1]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی تعریف کی، کہا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم پر افسوس ہے! تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی، اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔" کئی بار کہا: (پھر فرمایا:) تم میں سے کسی شخص نے لامحالہ اپنے ساتھی کی تعریف کرنی ہو تو اس طرح کہے: میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں، اصلیت کو جاننے والا اللہ ہے۔ اور میں اللہ (کے علم) کے مقابلے میں کسی کی خوبی بیان نہیں کر رہا، میں اسے (ایسا) سمجھتا ہوں۔ اگر وہ واقعی اس خوبی کو جانتا ہے (تو کہے!)۔ وہ اس طرح (کی خوبی رکھتا) ہے۔"

4. عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ لَقَدْ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا، وہ کسی آدمی کی تعریف کر رہا تھا، تعریف میں اسے بہت بڑھا چڑھا رہا تھا تو

---

[1] صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ حدیث نمبر: 7501

[2] صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ حدیث نمبر: 7504

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں نے اس کو ہلاک کر ڈالا یا (فرمایا:) تم لوگوں نے (اس) آدمی کی کمر توڑ دی۔"

5. عَنْ مُطَرِّفٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبِي انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْنَا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: السَّيِّدُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قُلْنَا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا، وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا، فَقَالَ: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ[1]

ترجمہ: حضرت مطرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے والد (حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) نے یہ بات بیان کی کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے عرض کی: آپ ہمارے (سید) سردار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "سردار تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔" ہم نے عرض کی: آپ ہمارے سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والے سب سے زیادہ عظمت والے شخص ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا" تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا نمائندہ نہ بنالے"۔

6. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّ لِي جَارَةً تَعْنِي ضَرَّةً هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ لَهَا بِمَا لَمْ يُعْطِ زَوْجِي قَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ[2]

ترجمہ: حضرت سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک پڑوسن ہے اس خاتون کی مراد یہ تھی کہ میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس کے سامنے ایسے ظاہر کروں کہ یہ چیز مجھے میرے شوہر نے دی ہے، حالانکہ دی نہ ہو تو کیا

[1] سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْأَدَبِ، باب فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ، حدیث نمبر: 4806

[2] سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْأَدَبِ، باب فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ، حدیث نمبر: 4997

مجھ پر گناہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا" جو کوئی ایسے ظاہر کرے کہ یہ چیز میری ہے، حالانکہ اسے نہ دی گئی ہو تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ہو۔ دہرے جھوٹ کی مانند"۔

7. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنهُمَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا[1]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی تعریف کی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی بار فرمایا: افسوس تجھ پر! تو نے تو اپنے ساتھی کا گلا کاٹ دیا۔ پھر فرمایا: اگر کسی نے اپنے بھائی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہے: میرا خیال یہ ہے اور میں اللہ کے مقابلے میں کسی کو پاکباز قرار نہیں دیتا۔

8. عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تُخْبِرْنَا فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ عَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُولُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَأَسْكَتَهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ

[1] سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ الْمَدْحِ، حدیث نمبر: 3744

مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ[1]

ترجمہ: حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ ربّ العزت نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں؟ نبی مکرم ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا پھر اپنے پہلے فرمان عالی شان کی طرح فرمایا پھر اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں آگاہ نہیں فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ مہر بلب رہے پھر اسی طرح فرمایا اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں؟ پھر نبی محترم ﷺ نے اسی طرح فرمایا اس شخص نے اسی طرح عرض کی اس کے پہلو میں موجود شخص نے اسے خاموش کرایا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہو گیا جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔

9. عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ مَهْ غَفَرَ اللهُ لَكَ ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ :إِنَّ هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ[2]

[1] موطا امام مالک، کتاب الکلام، باب ما جاء فیما یخاف من اللسان، حدیث نمبر: 1813

[2] موطا امام مالک، کتاب الکلام، باب ما جاء فیما یخاف من اللسان، حدیث نمبر: 1814

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: رکیں اللہ ربّ العزت آپ کو معاف فرمائے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: اسی (زبان) نے مجھے ہلاکتوں میں ڈالا ہے۔

10. عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ قَالَ أَبُوعِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نجات (کی صورت) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اور تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سما لے (بغیر ضرورت گھر سے نہ نکلو) اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

11. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنهُ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 2406

[2] سنن الترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 2407

اور کہتے ہیں: تو ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈر اس لیے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

مداہنت

12. وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَثَلُ المدهنِ فِي حُدُودِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ استهموا سفينة فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: مَالك قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ. فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا" اللہ کی مقرر کردہ حدود میں غفلت و سستی کرنے والے اور ان حدود میں گر پڑنے والے یعنی گناہ کا ارتکاب کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو قرعہ ڈال کر کشتی میں بیٹھے ہوں (جیسے کسی سواری میں ایک ساتھ سفر کرنے والوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرعہ وغیرہ کی صورت میں ہر شخص کی جگہ متعین کر دی جاتی ہے اور جس شخص کی جو جگہ متعین ہوتی ہے وہ اسی جگہ پر بیٹھتا ہے) چنانچہ ان میں سے بعض لوگ کشتی کے نیچے کے حصے میں ہوں اور بعض لوگ اس کے اوپر کے حصے میں پھر جو لوگ کشتی کے نیچے کے حصے میں ہوں وہ جب پانی لینے کے لئے اوپر کے حصے میں آئیں تو اس حصے میں بیٹھے ہوئے لوگ اس شخص کے آنے جانے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرنے لگیں (جو پانی لانے کے لئے اوپر جائے اور وہاں کے

[1] صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، حدیث نمبر: 2686، مشکوۃ شریف، کتاب الادب، باب الأمر بالمعروف، حدیث نمبر: 5138

لوگوں کے درمیان سے گزرے) لہٰذا نیچے کے حصہ والوں میں ایک شخص (اوپر والوں کی تکلیف ونا گواری کو دیکھ کر) یہ کرے کہ کلہاڑا لے کر کشتی کی سطح کو توڑنا شروع کر دے، اور پھر اوپر کے لوگ اس کے پاس آئیں اور کہیں کہ یہ تمہیں کیا ہوا ہے (یعنی یہ تم کیسا بے تکا کام کر رہے ہو کہ کشتی کی سطح کو توڑ رہے ہو اور تمام کشتی والوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہو؟) اس پر وہ شخص یہ جواب دے کہ جب میں (پانی لینے کے لئے) اوپر جاتا ہوں اور تم لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوں تو تم تکلیف ونا گواری محسوس کرتے ہو اور میں پانی حاصل کرنے پر مجبور ہوں (خواہ اس کے لئے مجھے کشتی کی سطح ہی کو کیوں نہ توڑ کر پانی کی جگہ نکالنی پڑے) ایسی حالت میں (دو ہی صورتیں سامنے ہو سکتی ہیں) یا تو لوگ اس شخص کے ہاتھ کو روکیں (یعنی اس کو کشتی کی سطح نہ توڑنے دیں) تاکہ اس کو بھی اور خود اپنے آپ کو بھی (غرقابی اور ہلاکت سے) بچائیں یا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں (یعنی کشتی کی سطح توڑنے سے اس کو نہ روکیں) اور پھر اس کو بھی ہلاکت میں ڈالیں اور خود بھی ہلاک ہو جائیں۔

13. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ[1]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "ایسے لوگ بھی تم پر حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے برے دونوں

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الانکار علی الامر فیما یخالف الشرع وترک قتالھم ما صلوا ونحو ذلک، حدیث نمبر: 4802

قسم کے کام کریں گے لہٰذا جس شخص نے انکار کیا (یعنی جو شخص اپنے حاکم کے سامنے زبان سے یہ کہنے پر قادر ہو کہ تمہارا یہ فعل برا ہے اور اس نے اس طرح کہہ بھی دیا) تو وہ نفاق اور مداہنت سے پاک اور (اپنی ذمہ داری سے) بری ہو گیا، اور جس شخص نے مکروہ جانا (یعنی جو شخص حاکم کے منہ پر اس کے برے فعل کو بیان کر دینے پر قادر نہ ہو لیکن اپنے دل سے اس کے اس فعل کو برا سمجھے) تو وہ سالم رہا (یعنی اس فعل کی برائی و گناہ اور اس کے وبال میں شریک ہونے سے محفوظ رہا) لیکن جو شخص (حاکم کے برے افعال پر دل سے) خوش ہوا اور (خود بھی برے افعال میں مبتلا ہو کر گویا حاکم کی اتباع کی (تو وہ گناہ اور اس کے وبال میں شریک ہوا صحابہ نے عرض کیا کہ " (ایسی صورت میں جب کہ حکام برائیوں میں مبتلا ہو جائیں اور ان کی بے راہ روی کا اثر عوام پر بھی پڑنے لگے تو) کیا ہم ان کے خلاف جنگ نہ کریں؟" آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" جب تک وہ نماز پڑھیں، نہیں! جب تک وہ نماز پڑھیں۔" یعنی جس شخص نے اپنے دل سے برا سمجھا اور اپنے دل سے انکار کیا۔

وعدہ خلافی

14. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، حدیث نمبر: 33

15. حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُ قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ، قَالَ: فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، قَالُوا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا، فَقُلْنَا: مَا نُرِيدُهُ، مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ[1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ جنگ بدر میں میرے شامل نہ ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں اور میرے والد حضرت حسیل رضی اللہ عنہ (جو یمان کے لقب سے معروف تھے) دونوں نکلے تو ہمیں کفار قریش نے پکڑ لیا اور کہا: تم محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ان کے پاس جانا نہیں چاہتے، ہم تو صرف مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے اللہ کے نام پر یہ عہد اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ جائیں گے لیکن آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دونوں لوٹ جاؤ، ہم ان سے کیا ہوا عہد پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے"۔

16. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ[2]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عہد شکن کے لئے ایک جھنڈا قیامت کے دن بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب الوفاء بالعهد، حدیث نمبر: 4639

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما يدعى الناس بآبائهم، حدیث نمبر: 6177

17. عَن ابْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُمَا قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ إِلَّا أَلْقَى اللهُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمُ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قَطَعَ عَنْهُمُ الرِّزْقَ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بالعهد إِلا سُلِّطَ عَلَيْهِم عَدُوُّهُم[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں خیانت عام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے، جس قوم میں زنا پھیل جائے تو ان میں اموات بڑھ جاتی ہیں، جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان سے رزق روک لیا جاتا ہے، جو قوم ناحق فیصلے کرنے لگے تو ان میں قتل عام ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔

18. عن زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِيَ بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ[2]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کسی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا لیکن وہ (کسی عذر و مجبوری سے) پورا نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

19. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ أَوْ: يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَأَمَانَاتُهُمْ، وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِه فَقَالُوا: وَكَيْفَ

[1] موطا امام محمد، کتاب الجهاد، باب ما جاء في الغلول، حدیث نمبر: 860

[2] جامع ترمذی، ابواب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في علامة المنافق، حدیث نمبر: 2633

بِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ! وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ! وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ! وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ۔ قَالَ أَبُو دَاوُد: هَكَذَا رُوِيَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ۔[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا اس زمانے میں کیا حال ہو گا" یا فرمایا: "عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد و مواعید میں بے وفائی اور امانتوں میں خیانت ہو گی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا"۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! تو ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو نیکی ہو اس پر عمل پیرا ہونا اور جو برائی ہو اس سے دور رہنا اور خاص اپنی اصلاح کی فکر کرنا اور اپنے عام لوگوں کو چھوڑ دینا۔"

امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ روایت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے کئی سندوں سے وارد ہے۔

20. حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوا هَكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذَلِكَ،

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، حدیث نمبر: 4342

جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ! قَالَ: الْزَمْ بَيْتَكَ، وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ[1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے عہد و مواعید میں بے وفائی کرنے لگے ہیں، امانتوں کا معاملہ انتہائی خفیف اور ضعیف ہو گیا ہے (لوگ خائن بن گئے ہیں) اور ان کی آپس کی حالت اس طرح ہو گئی ہے۔'' اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر دکھایا (اختلافات بہت بڑھ گئے ہیں) عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر آپ کے قریب ہو گیا اور عرض کیا: اللہ مجھے آپ پر فدا ہونے والا بنائے! میں ان حالات میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے گھر کو لازم پکڑنا، اپنی زبان کا مالک بن جانا (خاموش رہنا) اور نیکی پر عمل کرنا اور برائی سے بچنا اور اپنی ذات کی فکر کرنا اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔''

سوءادب (بے ادبی)

21. عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنهُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا اسْمُكَ قَالَ: حَزْنٌ، قَالَ: أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ: لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَمَا زَالَتِ الحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ[2]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (حضرت حزن بن ابی وہب رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، حدیث نمبر: 4343

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اسم الحزن، حدیث نمبر: 6190

میں حاضر ہوئے تو کریم آقا ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حزن (بمعنی غم) کریم آقا ﷺ نے فرمایا کہ تم سہل (بمعنی نرمی) ہو، پھر انہوں نے کہا کہ میں اس نام کو نہیں بدلوں گا جو میرے والد نے رکھا ہے۔ حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ہمیشہ ہم میں غم رہا۔

22. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ، فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے حلف اٹھائے اور اپنے حلف میں کہے لات اور عزیٰ کی قسم تو اسے لاالہ الااللہ پڑھنا چاہیئے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا میں تمہارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ کچھ صدقہ کرے۔

23. عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِسْمَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: وَاللهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهَذَا وَجْهَ اللهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: رَحِمَ اللهُ مُوسَى، لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ[2]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ نے اس تقسیم سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ پس میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو اس بات کی خبر

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من لم یر اکفار من قال ذالك متاولاً او جاهلاً، حدیث نمبر: 6107

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من اخبر صاحبه بما یقال فیه، حدیث نمبر: 6059

دی تو آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی، تو انہوں نے صبر کیا۔

24. أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الجَنَّةَ قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: لاَ، وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ: إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ [1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا عمل ہرگز اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھ کو بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ اپنے فضل ورحمت سے مجھے ڈھانپ لے پس تم ٹھیک کام کرو اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہو اور اگر وہ بدکار ہے تو ممکن ہے وہ توبہ کرلے۔

25. أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ [2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن کہا کہ تو خاموش رہ در آنحال کہ امام خطبہ دے رہا تو تم نے غلط کیا۔

[1] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، حدیث نمبر: 5673

[2] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب النصات یوم الجمعة والامام یخطب، حدیث نمبر: 934

26. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تک کوئی بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور قبولیت کے معاملے میں جلد بازی نہ کرے، اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے۔" عرض کی گئی: اللہ کے رسول ﷺ! جلد بازی کرنا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کہے: میں نے دعا کی اور میں نے دعا کی اور مجھے نظر نہیں آتا کہ وہ میرے حق میں قبول کرے گا، پھر اس مرحلے میں (مایوس ہو کر) تھک جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔"

27. عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اسْقِ رَبَّكَ، أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّئْ رَبَّكَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي، وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي، وَلْيَقُلْ فَتَايَ فَتَاتِي غُلَامِي [2]

ترجمہ: حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا: یہ احادیث ہیں جو ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیں، انھوں نے کچھ احادیث بیان کیں، ان میں (ایک یہ) ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص (اپنے غلام یا کنیز سے) یہ نہ

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب بیان انہ یستجاب للداعی مالم یعجل فیقول دعوت فلم یستجب لی، حدیث نمبر: 6936

[2] صحیح مسلم، کتاب الفاظ من الادب وغیرھا، باب حکم اطلاق لفظۃ العبد والامۃ والمولی والسید، حدیث نمبر: 5877

کہے: اپنے رب (پالنہار) کو پلاؤ، اپنے رب کو کھلاؤ اپنے رب کو وضو کراؤ" اور فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) میرا رب نہ کہے البتہ میرا آقا اور میرا مولیٰ کہے۔ اور تم میں سے کوئی یوں نہ کہے۔ میرا بندہ میری بندی، البتہ یوں کہے، میرا خادم، جوان میری خادمہ، میرا لڑکا۔"

28. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ، ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ العَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، قَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، قَالَ: إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ. فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ، فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ، أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، أَوْ: فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنو کلاب والے، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر: 3344

فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انہیں دیتا ہوں (کیوں کہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈرو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے، لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے، جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے، لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

29. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اور اپنے باپ کی

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان والنذور، باب لا تحلفوا اباۂکم، حدیث نمبر: 6646

قسم کھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، جسے قسم کھانی ہے اسے (بشرط صدق) چاہئے کہ اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

30. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ أَجْذَمُ. قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ يُونُسُ وَعَقِيلٌ وَشُعَيْبٌ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا۔[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر گفتگو جس کی ابتداء اللہ کی حمد و ثنا سے نہ ہو وہ بے برکت ہے۔" امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس، عقیل، شعیب اور سعید بن عبد العزیز نے بواسطہ زہری، نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

31. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلَا بِآبَائِكُمْ[2]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو، اور نہ باپ دادا کی قسمیں کھاؤ۔

32. عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَالرَّجُلُ مِنَّا لَهُ الِاسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَكَانَ

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الهدی فی الکلام، حدیث نمبر: 4840

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الکفارات، باب النهی ان یحلف بغیر الله، حدیث نمبر: 2095

النَّبِیُّ ﷺ رُبَّمَا دَعَاهُمْ بِبَعْضِ تِلْكَ الْأَسْمَاءِ فَيُقَالُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هَذَا فَنَزَلَتْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو جبیرہ بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی: وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو)۔ رسول اللہ ﷺ (ہجرت کر کے) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ایک ایک آدمی کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے۔ نبی ﷺ بعض اوقات انہیں ان ناموں سے پکارتے تو عرض کیا جاتا: اے اللہ کے رسول! وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو)۔

33. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ.[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی منافق کو ”سید“ نہ کہو کیونکہ اگر وہ سید ہوا تو تم اپنے پروردگار کو ناراض کر دوگے۔

34. عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ، أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَلَكِنَّهُمْ يَعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ[3]

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری نماز کے نام کے حوالے سے دیہاتی

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الالقاب، حدیث نمبر: 3741

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لا یقول المملوک ربّی و ربّتی، حدیث نمبر: 4977

[3] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر: 4984

لوگ تم پر غالب نہ آجائے بلاشبہ یہ عشاء کی نماز ہے۔ لیکن چونکہ وہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوہنے میں اندھیرا کر دیتے ہیں (تو اسی مناسبت سے اسے عتمہ 'یعنی اندھیرے والی نماز کہہ دیتے ہیں)۔

35. عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یوں مت کہو: جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے بلکہ تم یہ کہو: جو اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے۔"

36. عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا! فَقَالَ: قُمْ أَوْ قَالَ: اذْهَبْ فَبِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ[2]

ترجمہ: حضرت سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں خطبہ دیتے ہوئے کہا من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما (جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی) آپ ﷺ نے فرمایا "تم اٹھ جاؤ۔" یا فرمایا "تم چلے جاؤ تم برے خطیب ہو۔"

37. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ[3]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں "میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ قسم اس ذات کی دست قدرت میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر: 4980

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر: 4981

[3] سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی النھی عن سب اصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر: 4658

احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کرے تو وہ ان کے ایک مد (دونوں ہتھیلیوں کے بھرنے کی مقدار) یا آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔"۔

38. حَدَّثَنِی ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِیَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِیَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ[1]

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص علم اس واسطے سیکھے کہ اس کے ذریعہ علماء کی برابری کرے یا کم علم اور بے وقوفوں سے بحث و تکرار کرے یا اس علم کے ذریعہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل فرمائے گا۔

39. عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمانے کو برا بھلا نہ کہو، بے شک اللہ تعالیٰ وہ دھر (زمانہ) ہے۔

غلو

40. عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَبُو دَاوُد: هُوَ ابْنُ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِی يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا[3]

[1] جامع ترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی من يطلب بعلمه الدنيا، حدیث نمبر: 2654

[2] مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبی هريرة رضی الله عنه، حدیث نمبر: 10477

[3] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی المتشدق فی الكلام، حدیث نمبر: 5005

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ عزوجل ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے جو بلاغت کیساتھ یوں گفتگو کرتا ہے کہ وہ اپنی زبان کو موڑ لیتا ہے جس طرح گائے اپنی زبان کو موڑ لیتی ہے۔''

41. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گفتگو کا فن اس لیے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کے دل موہ لے تو اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کرے گا''۔

طول امل (لمبی امید)

42. عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الوَسَطِ، وَقَالَ: هَذَا الإِنْسَانُ، وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ أَوْ: قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَهَذِهِ الخُطَطُ الصِّغَارُ الأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا صحیح[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی المتشدق فی الکلام، حدیث نمبر: 5006

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الامل و طولہ، حدیث نمبر: 6417

باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔

43. أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لاَ يَزَالُ قَلْبُ الكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الأَمَلِ قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، وَابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ، وَأَبُو سَلَمَةَ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ مجھے سعید اور ابو سلمہ نے خبر دی۔

44. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ المَالِ، وَطُولُ العُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں، مال کی محبت اور عمر کی درازی۔ اس کی روایت شعبہ نے قتادہ سے کی ہے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة فقد اغدر اللہ الیه فی العمر، حدیث نمبر: 6420

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة فقد اغدر اللہ الیه فی العمر، حدیث نمبر: 6421

45. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے البتہ اس کے اندر دو چیزیں جوان رہتی ہیں ایک (لمبی) زندگی کی خواہش، دوسرے مال کی حرص۔

46. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّبِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أُطَيِّنُ حَائِطًا لِي أَنَا وَأُمِّي فَقَالَ مَا هَذَا يَا عَبْدَ اللهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ شَيْءٌ أُصْلِحُهُ فَقَالَ الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذَلِكَ[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ رعالی عنہ کا بیان ہے کہ میں اور میری والدہ اپنے احاطے کی دیوار لیپ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے پوچھا: "عبد اللہ کیا ہو رہا ہو؟" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس کی کچھ مرمت کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "معاملہ تو اس سے بہت جلد ہے۔"

47. عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا، فَقَالَ: هَذَا الأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَهُ الخَطُّ الأَقْرَبُ[3]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ امید ہے اور یہ موت ہے، انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی تمنا) میں رہتا ہے کہ قریب والا خط (موت) اس تک پہنچ جاتا ہے۔

[1] جامع ترمذی، ابواب الزهد عن الرسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی قلب الشیخ شاب علی حب اثنتین، حدیث نمبر: 2339

[2] سنن ابی داؤد، کتاب السلام، باب فی البناء حدیث نمبر: 5235

[3] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الامل وطولہ حدیث نمبر: 6418

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی التَّمَلُّقِ

خوشامد

ذاتی مقاصد کیلئے کسی بااختیار شخص کی جھوٹی اور بے جا تعریف کرنا یا دنیاوی مطلب کیلئے کسی کی بے جا تعریف کرنا خوشامد کہلاتا ہے۔

یا اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحب منصب کے سامنے محض مفاد دنیوی حاصل کرنے کے لیے عاجزی وانکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا تملق یعنی چاپلوسی کہلاتا ہے۔[1]

بے جا تعریف سن کر خوشی محسوس کرنے والے کو خوشامد پسند اور بے جا تعریف کرنے والے کو خوشامدی کہتے ہیں۔ خوشامد یا چاپلوسی ایک عمل ہے جس کے تحت کچھ لوگ حد سے زیادہ دوسرے لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ اس عمل میں ایسی خوشنما صفات، عادات واطوار، محاسن معاملات، مثبت انجام دہی، زبان و گفتگو کی خوبیاں، دور اندیشی، وغیرہ منسوب کرتے ہیں یا تو کسی شخص میں فی الواقع موجود نہیں ہوتے یا اگر ان میں سے کچھ پایا بھی جاتا ہے، تو وہ اس درجہ، خوبی اور خوش نمائی کو نہیں پہنچتے جس طرح کہ بیان کیے جاتے ہیں۔ خوشامد کی ایک بڑی اور عام عادت عام طور سے کسی ذی حیثیت، ذوی المراتب شخصیت یا کسی ایسے شخص کے لیے کی جاتی ہے جس سے کسی شخص کو فوری کام پڑ رہا ہو یا پڑ سکتا ہے۔ خوشامد کی عادت مرد وزن دونوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ عادت ہر سطح کے افراد معاشرہ میں پائی جاتی ہے۔ خوشامد کے وقوع پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا اور پختہ اور ٹھوس شکل اختیار کرنا اس بات پر منحصر ہے جس شخص کی خوشامد کی گئی ہے، وہ اس سے کس درجہ متاثر ہوا ہے۔ اگر ذی حیثیت شخص متاثر ہونے کے اشارے دینے لگے تو خوشامد مزید جاری رہ سکتی ہے، بلکہ معاملات میں ایک مستقل نوعیت اختیار کر سکتی

[1] بریقة محمودیة شرح الطریقة المحمدیه، الثانی عشر من آفات القلب الخ، فی بحث التواضع والتملق

ہے۔ خوشامد پر غور کیا جائے تو وہ یا تو اپنے آپ ایک سفید جھوٹ ہے یا مبالغہ آرائی یا پھر جیسا کہ بالعموم دیکھا گیا ہے، ان دونوں کی آمیزش ہے۔ اس میں جادوئی اثر انگیزی چھپی ہوتی ہے، بعض اوقات انسان حوصلہ افزائی کی آڑ میں خوشامد کا مرتکب ہوتا ہے، مگر حقیقی حوصلہ افزائی اور خوشامد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حوصلہ افزائی اور خوشامد میں زمین آسمان کا فرق

حوصلہ افزائی میں حق گوئی ہوتی ہے اور ایک پیار بھرا مقصد ہوتا ہے کہ سننے والے میں خود اعتمادی اور امید کی فضا پیدا کی جائے۔ اس کے برعکس خوشامد کذب وریا اور بہروپیاپن سے لیس حوصلہ افزائی ہے۔ اس میں خود غرضی کا بھی پہلو ہے کہ سننے والے کو خوشامدی کے پوشیدہ مقصد کا شکار بنایا جاتا ہے۔

خوشامد کی وجوہات

جن امور کی وجہ سے خوشامد جنم لیتی ہے وہ یہ ہیں

— **سہل پسندی**: جب انسان کی طبیعت آرام پسند ہو جائے اور محنت کی عادت یکسر ختم ہو جائے تو بندہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے چاپلوسی کی سیڑھی استعمال کرتا ہے۔

— **طلب شہرت**: شہرت کی وجہ سے بھی چاپلوسی کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

— **طبیعت کا فساد**: بعض افراد کی طبیعت فسادی ہوتی ہے، لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تملق کی راہ اختیار کرتے ہیں اور جب ان کے اس برے فعل کی نشاندہی کی جائے تو اسے یہ لوگ اصلاح کا نام دیتے ہیں۔

— **حب جاہ:** بعض افراد اپنی ترقی کے لیے دیگر افراد کو دوسروں کی نظروں میں نیچے گرانا لازمی سمجھتے ہیں اس لیے وہ اس کا سہارا لیتے ہیں۔

— **چغلی:** چغل خوری کی عادت تملق کا بہت بڑا سبب ہے

— **خیر خواہی کا نہ ہونا:** دوسروں کو اذیت دینے اور نقصان پہچانے کی غرض سے تملق کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔

— **ریاء کاری:** بعض افراد تملق کو ذاتی خامیوں کے لیے پردہ سمجھتے ہیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کے بجائے تملق میں ہی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔

— **بغض:** بغض کے سبب کسی کو بھی نقصان پہچانا چاہتے ہیں تو اُس کی چاپلوسی شروع کردیتے ہیں تاکہ اس جال میں پھنس کر وہ شخص خود پسندی وغیرہ جیسی آفات میں مبتلا ہو جائے اور کبھی ترقی نہ کر سکے۔

خوشامد کے اثرات

بے جا اور منہ پر تعریف سے آدمی کئی روحانی و اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے،

رسول اللہ ﷺ بے جا تعریف، مدح سرائی اور خوشامد کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے بہت سی احادیث میں بے جا تعریفات سے بچنے کی سخت الفاظ میں تاکید فرمائی ہے اور اس کے اخلاقی وروحانی نقصانات کو بیان فرمایا ہے۔یعنی اس کا دو طرفہ نقصان ہے ایک طرف تو خوشامدی کو نقصان پہنچتا ہے اور دوسری طرف خوشامد پسند کو بھی اسکا نقصان پہنچتا ہے یعنی یہ نہ صرف خود ایک قبیح عمل ہے بلکہ کئی برائیوں کی جڑ بھی ہے،ان تباہ کن برائیوں میں سے چند خوشامدی سے متعلق ہیں۔

خوشامد کرنے والے پر خوشامد کے اثرات

— **دھوکہ:** خوشامد دھوکہ دہی اور دروغ گوئی کی ایک اعلیٰ قسم ہے جس کے ذریعہ فرد خود تو برباد ہوتا ہے ساتھ ہی جس کی مدح سرائی کر رہا ہے اسے بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

— **جھوٹ:** بے جا تعریف کرنے والا خود سمجھتا ہے کہ وہ جس کی تعریف کر رہا ہے وہ درحقیقت اس کا مستحق نہیں ہے، لیکن پھر بھی جھوٹ پر جھوٹ بولے جارہا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

> إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَغْضَبُ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ[1]
>
> ترجمہ: جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ عزوجل ناراضگی فرماتا ہے۔

> لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدُنَا فَإِنَّهُ، إِنْ يَّكُنْ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ[2]
>
> ترجمہ: کسی منافق کو نہ کہو: اے ہمارے سردار! کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔

— **نفاق:** مدح سرائی کرنے والا جب سامنے تعریف کرتا ہے تو اس کا دل خود گواہی دیتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہیں ہے پھر بھی تعریف پر تعریف کئے جارہا ہوتا ہے یہ سراسر نفاق اور منافقین کی علامت ہے، جس کا انجام بہت ہی خطرناک ہے۔

---

[1] موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الصَّمْت و آداب اللِّسان، باب الغیبة التی یحل۔۔۔۔ الخ، حدیث نمبر: 230

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لا یقول المملوک ربی و ربتی، حدیث نمبر: 4977

— **ذلت ورسوائی:** چاپلوس آدمی دوسروں کی نگاہ میں اور خود کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوتا چلا جاتا ہے ،لوگ اسے چاپلوس کے نام سے یاد کرتے ہیں اس طرح وہ معمولی مفاد کی خاطر اپنی عزت خاک میں ملادیتا ہے۔

— **تکبر:** دوسرے جس کی چاپلوسی اور بے جا مدح سرائی کی ہے اس میں احساس برتری پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات وریاضات پر فخر کرنے لگتا ہے۔

— **ریاء:** اسے موقع بموقع دوسروں کے سامنے پیش کر کے خود کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اس طرح وہ ریا کے مرض میں مبتلا ہو کر اپنے اعمال کی قبولیت سے محروم ہوجاتا ہے۔

خوشامد پسند پر خوشامد کے اثرات

خوشامد کی وہ برائیاں جو خوشامد پسند سے متعلق ہیں درج ذیل ہیں،

— **زوالِ عقل:** خوشامد انسان کو عقل ودانش سے محروم کردیتی ہے۔رفتہ رفتہ انسان کی اپنا اچھا یا برا سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہیں اور وہ وہی کچھ دیکھتا، سنتا، بولتا،اور محسوس کرتا ہے، جو چاپلوس لوگ اس سے چاہتے ہیں۔وہ ان خوشامدی لوگوں کی چاپلوسی باتوں میں مصروف رہتا ہے،جو کوئی اسے صحیح بات سمجھانے کی کوشش کرتا ہے وہ اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اس طرح اس کے غلط فیصلے ملک وقوم کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

— **غرور وتکبر:** جس کی بے جا تعریف کی جاتی ہے وہ شخص غرور وتکبر کے دلدل میں پھنستا جاتا ہے اور آخر کار اس کا متکبرین میں شمار ہوجاتا ہے اور بے جا تعریف اسے

بڑے بڑے نافرمانوں اور متکبروں کی صف میں کھڑا کر دیتی ہے جو اس کے لئے ہلاکت خیز ہے۔

—— **دوسروں کی تحقیر:** بے جا تعریف سن سنتے سنتے اس میں تکبّر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے ہر ایک اپنے سے چھوٹا یعنی حقیر نظر آنے لگتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ایک کو اپنے سے چھوٹا سمجھ کر اس کی تحقیر کرنے لگتا ہے اور خود کو دوسروں سے افضل و بہتر جاننے لگتا ہے یہ اس کے لئے بربادی کا جال ثابت ہوتا ہے، خود کو بہتر اور دوسروں کو بدتر سمجھنا بدترین قسم کا جرم اور اعمال کی بربادی کا ذریعہ ہے۔

—— **ریاء کاری:** اظہارِ محبت کے لئے تعریف کرتا ہے اور اس میں ریاء کاری کو داخل کر دیتا ہے۔

—— بعض اوقات بغیر تحقیق کے بات کرتا ہے اور اس پر مطلع نہیں ہوتا۔ ممدوح (یعنی جس کی تعریف کی جائے اس) کو خوش کرتا ہے حالانکہ وہ ظالم یا فاسق ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں۔

—— اس طرح کے اعمال قبیحہ سے انسان غیبت، چغلی اور دیگر برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خوشامد آدمی کو بداخلاق بنا دیتی ہے اور سرکشی کی طرف مائل کر دیتی ہے جس کے اثر سے بعض لوگ جلدی متاثر ہوتے ہیں تو بعض لوگ کچھ وقت کے بعد لیکن یہ ہر ایک کو اپنے گرفت میں لے لیتی ہے، جس کا اثر اس انسان کی ذات کے علاوہ اس کے متعلقین اور دوسروں پر بھی ہونے لگتا ہے اور آگے چل کر یہ معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے کر معاشرہ کو تباہی کے راستے پر لا کھڑا کر دیتی ہے جس سے معاشرہ کا اخلاقی دیوالیہ نکل جاتا ہے۔

— یہ فعل رسول اللہ ﷺ کو اتنا برا لگتا ہے آپ ﷺ نے منہ پر بے جا تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ تنزلی اس کے پیر پکڑ لیتی ہے اور وہ خود اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ فَإِنَّهُ الذَّبْحُ[1]
>
> ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ خوشامد اور بے جا تعریف سے بچو کہ یہ قتل ہے'

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا اس کو ذبح کرنے یعنی ہلاک کرنے کے مترادف ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو جائے اور پھر شیطان کی طرح گمراہ ہو جائے۔

خوشامد کا علاج

خوشامد کا علاج درج ذیل ہے

— خوشامد کے نقصان کو محسوس کرنا کہ میں دنیا میں بے وقعت اور آخرت میں جہنم کے عذاب کا مستحق بن گیا ہوں۔

— دائمی استغفار کرنا۔

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب: المدح، حدیث نمبر: 3743

— علم دین کا ترہیب کے پہلو کا ساتھ ہونا، یعنی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں خوشامد کرنے اور خوشامد سن کر خوش ہونے والوں کی سزاؤں سے آگاہی ہونا۔

— غفلت سے نکلنا کہ ہر وقت خدا کا یاد رہنا، اس احساس میں رہنا کہ میرے ہر عمل کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

— حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

— خود کو محنت کا عادی بنائے تاکہ چاپلوسی کے بجائے اس کی محنت کو کامیابی کی سند سمجھا جائے۔

— بندہ اپنی ذات میں خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور آخرت کے مواخذے کو اپنے پیش نظر رکھے۔

— اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے سے پاک کرے ، احترام مسلم کا جذبہ بیدار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے درست اور مفید مشورہ دے۔

— خوشامد کرنے والے کو روکنا جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

> قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا لَقِيتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ [1]
>
> ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو (منہ) پر تعریف کرنے والا دیکھو تو اس کے چہرے پر مٹی ڈال دو۔

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر: 4804

حضور ﷺ کے صحابی نے خوشامد سے کس طرح روکا؟

حدیث پاک ہے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ[1]

ترجمہ: حضرت ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا رخ کیا پس وہ اپنے گھٹنوں پر بیٹھے، وہ بھاری بھر کم (جسم کے مالک) تھے اور اس آدمی کے چہرے پر کنکریاں پھینکنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: آپ کیا کررہے ہیں؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "جب تم مدح سراؤں کو دیکھو تو ان کے چہروں میں مٹی ڈالو۔"

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ظاہری معنیٰ پر محمول کرتے ہوئے تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈال دی، بعض علماء اسی کے قائل ہیں، بعض علماء و محدثین اس حدیث کو ظاہر پر محمول نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اس چاپلوس کے منہ کو بند کردو، اسے کچھ کہنے نہ دو، اسے اس کے بدلے میں کچھ نہ دو، اسے مایوس خالی ہاتھ لوٹادو، یہ وہ شخص ہے جس نے بے جا مدح سرائی اپنی عادت بنالی ہے، اسے کھانے کمانے کا ذریعہ بنالیاہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ کبھی ضرورتاً بطور تعارف یا ترغیب کے لئے کچھ کلمات کہہ دینا جس سے سننے والا یعنی جس کی تعریف ہورہی ہے وہ متاثر نہ ہو تو کچھ گنجائش ہے، لیکن نہ کرنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ معلوم نہیں اسے سن کر وہ خود پسندی میں مبتلا ہوجائے اور اس جال میں پھنس کر رہ جائے۔

[1] صحیح مسلم، كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ، حدیث نمبر: 7506

اگر کسی شخص کی شخصیت کو بتانا ہی ضروری ہو، تعریفی الفاظ سے اس کا تعارف مقصد ہو تو اس کے لئے تعارفی کلمات کہنے کے ساتھ یہ بھی کہہ دے کہ ظاہر میں اس شخص کو ہم نے ایسا ہی پایا ہے اسی لئے اس کے ظاہری احوال ہم نے بیان کئے ہیں رہا باطن کا معاملہ تو وہ ہم سے مخفی ہے اس کا حال اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے اور وہ اس سے بخوبی واقف ہے، یعنی اس کے ظاہری افعال واعمال اور دینداری وپرہیز گاری دیکھ کر میں نے اس طرح کے جملے کہے ہیں رہا اس کا باطن تو اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ کہنے والا مبالغہ آرائی سے کام نہیں لے گا، دوسرا فائدہ یہ ہو گا جس کی تعریف کی جارہی ہے وہ خود اپنے اندرونی احوال سے واقف ہے، وہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو گا، تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ سننے والوں میں محبت کا توازن باقی رہے گا، اور اگر کوئی کسی کی تعریف کر دے اور جس کی تعریف کی جارہی ہے وہ اسے کسی وجہ سے منع نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھے جو اس موقع کے لئے حدیث میں سکھائی گئی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی تعریف سنے تو یوں کہے،

عَنْ عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا زُكِّيَ قَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لاَ يَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ: حضرت عدی بن ارطاۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی (ایسے تھے کہ جب ان کی تعریف کی جاتی تو وہ) کہتے کہ اے اللہ میری اس وجہ سے گرفت نہ فرمانا جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں اور مجھے معاف فرمادے جو یہ لوگ نہیں جانتے میرے بارے میں۔

[1] الأدب المفرد، کتاب الاقوال، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا زُكِّيَ، حدیث نمبر: 761

خوشامد، بے جا تعریف اور چاپلوسی کی اس قدر مذمت، مضرت رساں روحانی واخلاقی نقصانات اور فرد بلکہ افراد و معاشرہ پر اس کے منفی اثرات کے باوجود بہت سے لوگ اس تباہ کن مرض میں مبتلا ہیں، معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو چاپلوس قسم کے ہیں اور ایسے لوگوں کی بھی کثرت ہے جو خوشامدی، چاپلوسی اور منہ پر تعریف کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، خوشامد کرنے والا کبھی اپنے مطلب کے لئے ایسا کرتا ہے تو کبھی مالی منفعت کے لئے تو کبھی قرب حاصل کرنے کی غرض سے کرتا ہے، جس کی تعریف کی جارہی ہوتی ہے وہ اسے سن کر خوش ہوتا ہے، پھولے نہیں سماتا، وہ اس کے ذریعہ اپنی انا کو تسکین پہنچاتا رہتا ہے، اس کی تعریف سنتے ہی اس کے کان بجنے لگتے ہیں، اس میں خود پسندی کی رگ پھڑک اٹھتی ہے، وہ متکبرانہ جھوم اٹھتا ہے، بسا اوقات اس کام میں اسے اتنا لطف آتا ہے کہ بطور خاص ایسے لوگوں کو بلا بلا کر انکی زبانی اپنی تعریف سننے لگتا ہے، حالانکہ بعض وقت وہ جانتا بھی ہے کہ اس کے روحانی واخلاقی نقصانات کیا ہیں، پھر بھی اس خارش زدہ مریض کی طرح ہو جاتا ہے جسے جسم کھجلانے تک چین نہیں ملتا حالانکہ وہ انجام کو بخوبی جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی تربیت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کندن بنادیا تھا، وہ خواہشات سے اس طرح بھاگتے تھے جس طرح ہم زہریلے سانپ کو دیکھ کر بھاگتے ہیں، وہ کبھی بھی نفسانی خواہشات کے اسیر نہیں ہوئے بلکہ ربانی خواہشات و نبوی تعلیمات کے غلام بن کر رہے، اللہ اور اس کے رسول کی مدح کے علاوہ اپنی تعریف سننا انہیں گوارہ نہیں تھا، وہ آپس میں ایک دوسرے کا حد درجہ احترام کرتے تھے مگر کبھی بھی کسی کی بھی بے جا تعریف نہیں کی، ہر ایک نے ایک دوسرے کا احترام ملحوظ رکھا اور غیاب میں ان کا ذکر خیر ہی کیا، مذکورہ حدیث پاک آپ نے ملاحظہ کی جس میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح سے منہ پر تعریف کرنے والے کو روک دیا، سب کے سامنے ٹوک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی سنا کر بتادیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز آپ ﷺ کا فرمان

ہے اور اس پر عمل کرنا سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر گردن جھکالی اور زبان حال سے اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کیا، ہمارے اسلاف واکابر رحمہم اللہ تعالی کے حالات اور واقعات گواہ ہیں، انہوں نے کبھی بھی اپنی نہ تعریف پسند کی اور نہ تعریف کرنے والے کو پسند کیا۔

یہ خوشامد کا جزوی علاج ہے، ان امراض کے علاج کے لیے اس کتاب کے آخری باب کی طرف رجوع کریں مزید تفصیل کے لیے ہمارے ادارے کی تصنیف (الأربعین فی الاحتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ) ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ O

(آل عمران، 3: 135)

ترجمہ: اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے، اور پھر جو گناہ وہ کر بیٹھے تھے ان پر جان بوجھ کر اصرار بھی نہیں کرتے

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْمُدَاھَنَتِ

مُدَاھَنَتْ کے لغوی معنی نرمی کے ہیں اور اصطلاح میں جس شخص سے مطلب ہو اس کی چمچہ گیری کرنے کو مداہنت کہتے ہیں، یہ خوشامد سے اگلے درجے کی برائی ہے یعنی خوشامد مزید بڑھ جائے تو اس کو مداہنت کہتے ہیں، مداہنت خوشامد کا بدترین درجہ ہے۔

مداہنت کی کئی صورتیں ہیں جیسا کہ

— حق ناحق کا امتیاز کئے بغیر کسی کی ہاں میں ہاں ملانا۔

— ناجائز اور گناہ والے کام ملاحظہ کرنے کے بعد اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود اسے نہ روکنا۔

— دینی معاملے کی مدد و نصرت میں کمزوری و کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا۔

— کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا مُدَاہَنَت ہے۔[1]

مداہنت اور مدارات میں فرق

علامہ علی القاری لکھتے ہیں: مُدَاہَنَت ممنوع ہے اور مُدَارات مطلوب ہے۔ شریعت کی رُو سے مُدَاہَنَت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص برائی کو دیکھے اور اُس کو روکنے پر قادر بھی ہو، لیکن برائی کرنے والے یا کسی اور کی جانب داری یا کسی خوف یا طمع کے سبب یا دینی بے حمیّتی کی وجہ سے اُس برائی کو نہ روکے۔ مُدَارات یہ ہے کہ اپنی جان یا مال یا عزت کے تحفظ کی خاطر اور متوقّع شر اور ضرر سے بچنے کے لیے خاموش رہے۔ الغرض

[1] الحدیقة الندیة، الخلق التاسع والاربعون ۔۔۔ الخ، ج:2، ص:154

کسی باطل کام میں بے دینوں کی حمایت کرنا مُداہَنَت ہے اور دین داروں کے حق کے تحفظ کی خاطر نرمی کرنا مُدارات ہے۔[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: "دین کی حفاظت اور ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لیے جو نرمی کی جائے، وہ مُدارات ہے اور ذاتی منفعت، طلبِ دنیا اور لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے دین کے معاملے میں جو نرمی کی جائے، وہ مُداہَنَت ہے"۔[2]

علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

دل میں جو بات چھپائی ہے اس کے خلاف بیان کرنا مداہنت ہے۔ ابوالہیثم نے کہا مداہنت کا معنی ہے قول میں نرمی اور کلام میں کسی کی موافقت کرنا' ہمارے شیخ نے کہا اصل میں مداہنت کا معنی ہے کسی چیز کو تیل لگا کر حسی طور پر نرم کرنا بعد میں اس کا استعمال معنوی نرمی میں ہوا اس کا مجازاً استعمال بہ طور تحقیر کیا جاتا ہے کیونکہ جو شخص اپنے دین یا اپنی رائے میں متصلب نہیں ہوتا وہ اس میں مداہنت کرتا ہے اور اب مداہنت کا لفظ اسی معنی میں حقیقت عرفیہ ہے اور مدارات کا معنی کلام میں مطلقاً' نرمی کرنا ہے۔[3]

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

کسی کی ناحق طرف داری کرنا مداہنت ہے جو شخص نیکی کا حکم دے نہ برائی کو مٹائے حقوق کو ضائع کرے اور دکھاوا کرے وہ مداہن ہے۔[4]

مُدارات کے معنی ہیں: کسی دینی مصلحت کی خاطر دین کی طرف بلانے کی غرض سے اہلِ جہل کے ساتھ نرمی برتنا،

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، کتاب العلم، ، ج:1، ص:331

[2] اَشِعَّۃُ اللَّمعات، ج:4، ص:174

[3] تاج العروس، الجزء ۹، ج:9، ص:205

[4] عمدۃ القاری، کتاب الشروط، باب إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز، ج:13، ص:293

یہ محمود ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی دانائی مُدارات ہے۔[1]
جبکہ مُداہَنَت کے معنٰی کسی دنیوی مفاد کی خاطر دین کے معاملے میں رعایت دینا یا مفاہمت کرنا۔ اور یہ مذموم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے مُداہنت کی مذموم امید کے بارے میں فرمایا،

> وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ[2]
>
> ترجمہ: وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے،

> كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ[3]
>
> ترجمہ: جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: آیت سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر یعنی بُرائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے عُلَماء نے اوّل تو انہیں منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ عُلَماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ان کے اس عِصیان و تَعَدّی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد و حضرت عیسیٰ عَلَيْهِمَا السَّلَام کی زبان سے اُن پر لعنت اُتاری۔[4]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الأدب، ما جاء فی اصطناع المعروف، حدیث نمبر: 25428

[2] القلم، 68: 9

[3] المائدة، 05: 78

[4] خزائن العرفان

حدیث پاک میں ارشاد ہے،

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ ، وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ، قَبْلَ الصَّلَاةِ، مَرْوَانُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ رضی الله عنه :أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ[1]

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے، سب سے پہلے جس نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا، وہ مروان تھا (حکم کا بیٹا جو خلفائے بنی امیہ میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے۔ مروان نے کہا: یہ بات موقوف کردی گئی۔ سیدنا ابو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹادے اپنے ہاتھ سے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (دل میں اس کو برا جانے) یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

عن حذيفة بن اليمان رضى الله عنهما عن رسول الله ﷺ أنه قال: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ؛ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَاباً مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ[2]

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ، حدیث نمبر: 177

[2] جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، حدیث نمبر : 2176

ترجمہ: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو دیکھ کر جذبہ ایمانی کی وجہ سے اگر انسان کے اندر اضطراب پیدا نہ ہو تو اس کی کی ہوئی عبادات بھی قبول نہیں، جیسا کہ حدیث قدسی ہے،

عَن جابر رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسول اللہ ﷺ اَوحَی اللہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ علیہ السلام :اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا قَالَ: یَارَبِّ! اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ: اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ ' فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَۃً قَطُّ[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: کہ فلاں فلاں بستیوں کو ان کے رہنے والوں پر الٹ دو (ایسا عذابِ الٰہی قومِ لوط اور بہت سی قوموں پر آیا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! ان میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے (جو اتنا نیک ' اتنا زاہد اور اتنا عبادت گزار ہے) کہ اس نے کبھی پلک جھپکنے جتنی دیر بھی تیری معصیت میں بسر نہیں کی" حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الٹو ان بستیوں کو پہلے اس پر اور پھر دوسروں پر ' اس لیے کہ اس کے چہرے کا رنگ میری (غیرت اور حمیت کی) وجہ سے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بدلا۔

[1] مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الفصل الثالث، حدیث نمبر: 5152

مُداہَنَت کی وجوہات

مداہنت کی وجوہات و اُسباب یہ اُمور ہیں۔

—— **جبن:** جبن اور بزدلی مداہنت کی بڑی وجہ ہے۔

—— **جہالت:** جہالت مداہنت کی بڑی وجہ ہے کہ بندہ جب (اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف) یعنی نیکی کی دعوت دینا اور (نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر) یعنی برائی سے منع کرنے کی مختلف صورتوں کے بارے میں علم حاصل نہیں کرتا تو مُداہَنَت (یعنی برائی دیکھ کر اُسے منع کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود منع نہ کرنے) جیسے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

—— **دنیاوی مفادات:** انسان کسی دنیوی غرض کی وجہ سے برائی سے منع نہیں کرتا۔

—— **اقربا پروری:** اقربا پروری کی وجہ سے انسان مداہن ہوتا ہے کہ جس شخص میں برائی دیکھ رہا ہے وہ اُس کا قریبی ہے۔ لہٰذا یہ روکنے پر قادر ہونے کے باوجود اُسے منع نہیں کرتا۔

—— مداہنت کی دیگر وجوہات جبن، دنیا پرستی، حب دنیا، خوف خدا سے دوری، کم ہمتی، جھوٹ، نفاق ہیں۔

مداہنت کے اثرات

مداہنت کے اثرات یہ ہیں

—— مداہنت کی وجہ سے انسان دین سے دور ہو جاتا ہے۔

—— انسان حق سے دور ہو جاتا ہے، حق اور باطل میں خلط اور التباس ہو جاتا ہے، معرفتِ حق مشکل ہو جاتی ہے۔

—— انسان کی غیرت ختم ہو جاتی ہے۔

—— انسان کی عزت و توقیر ختم ہو جاتی ہے۔

—— مداہن اپنے اہلِ خانہ اور دیگر متعلقین کے لیے بھی باعث عار ہوتا ہے۔

—— انسانیت سے دور ہو جاتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزاد پیدا فرمایا ہے لیکن مداہنت کی وجہ سے اس نے دوسروں کی غلامی کو قبول کر لیا ہے۔

مداہنت کا علاج

مداہنت کا علاج درج ذیل امور ہیں

—— **ترغیب:** انسان کو اُن تمام صورتوں کا علم ہو جن میں برائی دیکھ کر اس کو روکنے کا اجر و ثواب ہے۔

—— **ترہیب:** انسان کو اس بات کا علم ہو کہ مُدَاہَنَت یعنی برائی کو دیکھ کر قدرت کے باوجود نہ روکنا یا کسی دنیوی فائدے کی خاطر دین میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ یعنی یہ کہ بندہ دنیوی اغراض و مقاصد کو اُخروی اغراض و مقاصد پر ترجیح دینے کے وبال پر غور کرے کہ جو لوگ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی جہنم میں داخلے کا سبب ہے۔

—— مداہنت کے ضرر کو محسوس کرنا۔

—— دائمی استغفار کرنا۔

—— **برے خاتمے کا خوف:** آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا برے خاتمے کا بھی ایک سبب ہے۔

—— **دنیا کے فانی اور آخرت کے ابدی ہونے کا یقین:** فانی کو ابدی پر ترجیح دینا کسی بھی طرح عقلمندی کا کام نہیں ہے، یقیناً سمجھداری اسی میں ہے کہ بندہ دنیا میں فقط اتنی مشغولیت رکھے جتنا اس دنیا

میں رہنا ہے ، آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا شیطان کا ایک خطرناک وار اور بہت بڑا دھوکہ ہے اس موذی مرض سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہمیشہ پناہ مانگنی چاہیے۔

—— سلف صالحین کے ظلم و جبر اور مشکل وقت میں کلمہ حق بلند کرنے کے واقعات پڑھنا۔

—— موت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اسے پسند کرنا۔

—— اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا۔

—— اس بات کا یقین رکھنا کہ جب تک میری موت کا وقت نہیں لکھا تب تک موت خود میری محافظ ہے۔

—— **دوسروں کے بھلے کا جذبہ:** اپنے سمیت تمام قریبی رشتہ داروں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچاؤں ، کیونکہ ان رشتہ داروں کے جو مجھ پر حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ میں جب اُنہیں کسی برائی میں مبتلا دیکھوں اور مجھے معلوم ہو کہ میرے منع کرنے سے یہ منع ہو جائیں گے تو ان کو ضرور منع کروں ، بصورت دیگر ہو سکتا ہے کہ ان کے اس گناہ میں مجھے شریک سمجھا جائے اور کل بروز قیامت میری بھی پکڑ ہو جائے، نیز یہ بھی سوچے کہ اگر میں نے ان کو اس برائی سے نہ روکا اور کل بروزِ قیامت انہی قرابت داروں نے میرا گریبان پکڑ لیا اور میری شکایت بارگاہ رب العزت میں کی تو میرا کیا بنے گا؟ میرا رب تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو گیا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔

یہ مداہنت جیسی موذی مرض کا عارضی علاج ہے،اس کے مکمل علاج کے لیے اس کتاب کے آخری باب کی طرف رجوع کریں مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب (الأربعین فی الاحتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ) ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْغَدَرِ

وہ بات جسے کوئی شخص پورا کرنا خود پر لازم کر لے "وعدہ" کہلاتا ہے [1]۔ اپنے اوپر لازم کرنے کے بعد اس کے خلاف کرنا غدر، بدعہدی (وعدہ خلافی) ہے یعنی کسی کام کو اپنے اوپر لازم کرنے کے بعد نہ کرنا بدعہدی (وعدہ خلافی) ہے۔

معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنا غدر یعنی بدعہدی کہلاتا ہے [2]۔

اللہ رب العزّت کا فرمان ہے،

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا [3]

اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔

یہاں عہد کی پاسداری کا حکم ہے اور پورا نہ کرنے پر بازپرس کی خبر دے کر وعدے کی اہمیت کو مزید بڑھایا گیا ہے۔

عہد شکنی کو اللہ تعالیٰ نے بد ترین عمل قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے،

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ [4]

ترجمہ: بیشک سب جانوروں میں بد تر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے ، وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔"

---

[1] معجم وسیط، باب الواو، ج:2، ص:1007

[2] فیض القدیر، حرف الهمزة، ج:2، ص:625

[3] بنی اسرائیل، 17: 34

[4] الانفال، 08: 55، 56

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡہَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: '' اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قُریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازِل ہوئیں جن کا رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عہد تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے ، نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے ، انہوں نے عہد توڑا اور مشرکینِ مکّہ نے جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کی تو انھوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کُفّار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کُفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔''[1]

اور ''ڈرتے نہیں'' کے تحت فرماتے ہیں: خدا سے نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجود یہ کہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ جب اس کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

وعدہ کے بارے میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے،

> خِیَارُکُمُ الۡمُوۡفُوۡنَ[2]
>
> ترجمہ: تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جو وعدہ پورا کرتے ہیں۔

[1] خزائن العرفان، تحت سورۃ الانفال، الآیۃ 56، 57

[2] مسند ابی یعلیٰ، مسند أبی واقد اللیثی، حدیث نمبر: 1052، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب البیوع والأقضیۃ، باب الشراء بالعرض الإبل ونحوھا، حدیث نمبر: 22103

بد عہدی کو دین کی منافی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِلَّا قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ[1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی ہمیں خطاب کرتے تو فرماتے : جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد نہیں اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

اور بد عہدی کرنے والے کو ملعون کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے،

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا القُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰہِ، وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے بس یہی قرآن مجید لکھا اور جو کچھ اس ورق میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ عائر پہاڑی اور فلاں)کدیٰ (پہاڑی کے درمیان تک حرم ہے۔ پس جس نے یہاں)دین میں (کوئی نئی چیز داخل کی یا کسی ایسے شخص کو اس کے حدود میں پناہ دی تو اس پر اللہ تعالی، ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی۔ نہ اس کا کوئی فرض قبول اور نہ نفل قبول ہو گا۔ اور مسلمان پناہ دینے میں

[1] مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث نمبر: 12383، شعب الإيمان، كتاب المناسك، باب الإيفاء بالعقود، حدیث نمبر: 4352

[2] صحيح بخاری، كتاب الجزية والموادعة، باب اثم من عاهد ثم غدر، حدیث نمبر: 3179

> سب برابر ہیں۔ معمولی سے معمولی مسلمان)عورت یا غلام (کسی کافر کو پناہ دے سکتے ہیں۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کا کیا ہوا عہد توڑ ڈالے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہو گی اور نہ نفل! اور جس غلام یا لونڈی نے اپنے آقا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنا مالک بنالیا، تو اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہو گی اور نہ نفل!

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ: عہد کا پورا کرنا ضروری ہے، مسلمان سے عہد کرو یا کافر سے، عزیز سے عہد کرو یا غیر سے، اُستاذ، شیخ، نبی، اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے تمام وعدے پورے کرو[1]۔

وعدہ خلافی کی اقسام اور ان کا حکم

وعدہ خلافی کی تین صورتیں ہیں

1. اگر وعدہ کرنے والا پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کوشش بھی کرتا ہو مگر کسی عُذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں۔
2. اگر وعدہ کرنے والے کا وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تو ہے لیکن اس کی کوشش ہی نہیں کرتا تو یہ مذموم ہے۔
3. اگر وعدہ کرنے والے کی وعدہ پورا کرنے کی نیت ہی نہیں ہے تو یہ بدتر عمل ہے یہ وہ گناہ ہے جو شہید کا بھی معاف نہیں ہے۔

اگر خارجی عوامل وعدہ پورا کرنے میں لاحق ہوں یعنی نیت اور کوشش بھی ہو لیکن خوارجی عوامل کی وجہ سے پورا نہ ہو یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے پورا نہیں ہو گا تو پکڑ کم ہے لیکن گناہ گار ہو گا۔اور تمام وسائل کو بروئے کار لانے کے باوجود پورا نہ کر سکے اور بھول جائے تو معافی کی گنجائش ہے۔

---

[1] مراٰۃ المناجیح، ج6، ص492،483، ملتقطا

قرآن کریم میں وعدہ کے لیے درج ذیل الفاظ ذکر کیے گئے ہیں،

- وعدہ
- عہد
- میثاق

اردو میں ان تینوں کا معنٰی وعدہ کیا جاتا ہے لیکن ان کے معانی میں باریک فرق ہے کیونکہ قرآن کریم مترادفات سے پاک ہے۔ان میں درج ذیل فرق ہے

وعدہ

وعدہ وہ اقرار ہے جو صرف ایک جانب سے بلاشرط قرار پائے،قرآن کریم میں سوائے ایک مقام کے ہر جگہ لفظ وعدہ کی نسبت صرف اللہ تعالٰی کی طرف کی گئی ہے۔

عہد

عہد سے مراد وہ وعدہ ہے جو دونوں جانب سے کسی شرط کے ساتھ قرار پائے اس کا خلاف کرنا نقضِ عہد کہلاتا ہے اور اس پر مؤاخذہ ہے۔عہد کی نگہداشت کرنی ہوتی ہے اس کا پورا کرنا ایفائے عہد کہلاتا ہے اور یہ مومنوں کی خاص نشانی ہے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے،

> وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ عَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ[1]
>
> ترجمہ:اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں

اسی عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس سے اگلا درجہ میثاق ہے۔

[1] المؤمنون،23: 8

میثاق

یہ عہد کا اگلا درجہ ہے یعنی جب عہد مزید پختہ ہوتا ہے تو اس کو میثاق کہا جاتا ہے لیکن یہ وعدہ کی طرح ایک جانب سے ہی قرار پاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

> الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ[1]
>
> ترجمہ: وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد

باقی احکام میں یہ عہد کی طرح ہی ہے۔

بدعہدی (وعدہ خلافی) کی وجوہات

بدعہدی (وعدہ خلافی) ان وجوہات کی وجہ سے ہوتی ہے

— بدعہدی دین کی ضد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بدعہد کا کوئی دین نہیں۔

— **نفاق**: منافقت بدعہدی کی بڑی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی وعدہ خلافی کو قرار دیا گیا ہے۔

— **جہالت**: غدر یعنی بدعہدی کا ایک سبب جہالت ہے کہ جب بندہ غدر جیسی موذی بیماری کے وبال سے ہی واقف نہ ہو گا تو اس سے نہیں بچے گا۔

— **خوف خدا کا نہ ہونا**: بدعہدی کا سبب قلت خشیت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہی نہ ہو تو بندہ کوئی بھی گناہ کرنے سے باز نہیں آتا۔

— جھوٹ، کاہلی، فریب کاری، لاپرواہی، خود غرضی، بے مروتی بھی اسکی وجوہات ہیں۔

[1] البقرۃ، 02: 27

— حب دنیا: بدعہدی کا ایک سبب حب دنیا ہے کہ بندہ کسی نہ کسی دنیوی غرض کی خاطر بدعہدی جیسے قبیح فعل کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

— بخل: بدعہدی کا ایک سبب بخل ہے۔

بدعہدی (وعدہ خلافی) کے اثرات

بدعہدی کے اثرات درج ذیل ہیں

— بدعہدی (وعدہ خلافی) عملی جھوٹ ہے دھوکہ، فریب، دغا کا اعلٰی درجہ ہے۔

— بدعہدی ایمان کی ضد ہے کیونکہ یہ نفاق کی علامت ہے۔

— عہد کی پاسداری کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور غدر یعنی بدعہدی کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

— بدعہدی انسان کو اللہ تعالٰی کی رحمت سے دوری یعنی لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

— بدعہد انسان اللہ تعالٰی کے نزدیک بری ترین مخلوق میں شامل ہو جاتا ہے۔

— بدعہد انسان معاشرے میں بے توقیر ہو جاتا ہے۔

— بدعہد کی سچائی بھی قابل اعتماد نہیں رہتی۔

بدعہدی (وعدہ خلافی) کا علاج

ان اُمور پر عمل پیرا ہو کر اس قبیح عمل سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے

— خوف: دل میں اللہ تعالٰی اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا۔

— علم: بدعہدی کی سزاؤں اور ایفائے عہد کے انعامات کا علم ہونا بدعہدی کا علاج ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کے گذشتہ بد عہدیوں کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت نگہداشت رکھنا۔

— حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام، سلف صالحین کے ایفائے عہد کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

یہ امور بد عہدی جیسی مہلک مرض کا وقتی علاج ہے، اس کے مکمل علاج کے لیے اس کتاب کے آخری باب کا بغور مطالعہ کریں اور اس موضوع کی کامل تفصیل کے لیے ہماری اربعین (الأربعین فی الاحتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة) ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ترجمہ: اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

(النساء، 4: 64)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْ سُوْءِ الْأَدَبِ

کسی شخص یا چیز کو اس کے حقیقی مقام (جو شریعت یا مہذب معاشرے میں موجود اخلاقی اقدار کا دیا ہوا ہو) سے نیچے اتارنا، نیچے سمجھنا **بے ادبی** ہے یعنی کسی شخص کی تعظیم جو شرعاً اور اخلاقاً واجب ہو اس کو نہ کرنا بے ادبی ہے۔ اسی لیے علوم و فنون میں اردو ادب، عربی ادب، فارسی ادب پڑھایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی کہ جس زبان کا لفظ ہے اس زبان کے ماہرین نے اس لفظ کے لیے جو مقام متعین کیا ہے اس لفظ کو اس مقام پر رکھنا ہی اس زبان کا ادب کہلاتا ہے اگر وہ لفظ اپنے مقام پر نہ ہو تو اس فن کے ادب کے خلاف سمجھا جاتا ہے اسی طرح کسی کو اسکا جائز مقام نہ دینا بے ادبی ہے۔ ادب ایسی عظیم دولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطاء فرمائی، جیسا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی فرمان ہے کہ،

> اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ [1]
> یعنی مجھے میرے ربّ نے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا۔

دوسری حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

> اَدَبُ السُّوْءِ کَعِرْقِ السُّوْءِ [2]
> ترجمہ: بے ادبی بہت بُری عادت کی طرح ہے۔

ادب ایسی کنجی ہے کہ جس نے جو پایا ادب واحترام کی وجہ سے پایا اور جس نے جو کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کی وجہ سے ہی کھویا۔ یعنی ادب انسان کی ایسی بہترین صفت ہے جس کی بدولت وہ دنیوی اور اخروی نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے اور جس شخص میں یہ وصف معدوم ہو وہ ان نعمتوں سے بھی محروم رہتا ہے۔

---

[1] جامع صغیر، حرف الھمزۃ، حدیث نمبر: 310

[2] شعب الایمان، کتاب الزھد وقصر الأمل، باب فی الجود والسخاء، حدیث نمبر: 10974

شاید اسی لئے یہ محاورہ مشہور ہے کہ "باادب بانصیب بے ادب بے نصیب"۔ یادرہے جس طرح ریت کے ذروں میں کوئی قیمتی موتی اپنی چمک دمک اور اہمیت نہیں کھوتا اسی طرح باادب شخص بھی لوگوں میں اپنی شناخت کو قائم ودائم رکھتا ہے۔ انسانوں میں ادب واحترام کا شعور روزِاول سے ہے، اسلامی تعلیمات، خصوصاً قرآن وحدیث میں تہذیبِ نفس اور کردار سازی میں ادب کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ادب ہی انسان کو حیوانوں سے جدا کرتا ہے۔ ادب ہی انسان کی معراج اور ارتقا کا ذریعہ ہے۔

ادب ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان عزت وعظمت کی چوٹی پر پہنچ جاتا ہے اور بے ادبی وہ کھائی ہے جس میں گر کر انسان ذلت ورسوائی کی گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ادب کی بڑی اہمیت ہے، بلکہ عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ الدین کله ادب ،دین سارے کا سارا ادب ہے۔

الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست　　　عقل در گوش دلم گفت ایمان ادب است

میں نے عقل سے پوچھا کہ بتا ایمان کیا ہے؟ عقل نے میرے دل کے کان میں کہا ایمان ادب کا نام ہے۔[1]

ادب کی وجہ سے بعض اوقات انسان وہ مقام ومرتبہ حاصل کرلیتا ہے جو کئی سالوں کی محنت سے بھی نہیں حاصل کر پاتا۔ اور بے ادبی کی وجہ سے انسان آن کی آن میں بلند وبالا مقام سے پستی وذلت کی کھائیوں میں جا گرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا،

ما وصل من وصل الا بحرمة وما سقط من سقط الا بترك الحرمة۔[2]

ترجمہ یعنی جس نے جو پایا ادب واحترام کی وجہ سے پایا اور جس نے جو کھویا ادب واحترام نہ کرنے کی وجہ کھویا۔

---

[1] فتاوی رضویہ، ج23 ص393

[2] مدخل الی علوم الشریعة، القسم الأول: آداب طالب العلم، النوع الثاني: أدب طالب العلم مع شيخه، ص:26

امام رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اِجعَل عَمَلَکَ مِلحاً وَ اَدَبَکَ دَقِیقا[1]

ترجمہ: اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناو۔

یعنی کم عمل پر زیادہ ادب کی حاجت ہے۔ تو یاد رکھیں کہ جس طرح ادب سے انسان کو بلندیاں اور رفعتیں ملتی ہیں۔ اسی طرح بے ادبی سے انسان کو نحوستیں اور ذلتیں بھی ملتی ہیں۔ ادب سے قومیں بنتی ہیں بے ادبی سے فنا ہوتی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ گذشتہ زمانوں میں جن قوموں کو ہلاکت خیز عذاب سے دوچار کیا گیا اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا کر عبرت کا نشانہ بنایا گیا، اس کی وجہ صرف اللہ کی نافرمانی ہی نہ تھی بلکہ انبیاء و رسل اور اولیاء و اتقیاء کی بے حرمتی اور بے ادبی بھی تھی۔

حضرت ذالنون مصری فرماتے ہیں کہ،

اذا خرج المرید عن الحد الادب فانہ یرجع من حیث جاء[2]

ترجمہ: جب مرید ادب کی حدیں توڑ دے تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا اَدَبَ لَہٗ [3]

ترجمہ: یعنی جو باادب نہیں اس کا کوئی دِین نہیں۔

[1] روح البیان تحت سورۃ النحل، آیۃ 48-55

[2] الطرر و الحواشی علی الحکم العطائیہ، ص96، رسالہ قشیریہ

[3] فتاویٰ رضویہ، 28/158

بے ادبی کا حکم

شریعت کی روشنی میں جن ذوات کی عظمت و توقیر کے لیے تاکید وارد ہوئی ہو ان کی بے ادبی کرنا کفر ہے۔
اور جن ذوات کی عظمت و توقیر شریعت میں مطلوب ہو ان کی بے ادبی حرام ہے۔
اور جن ذوات کی عزت و توقیر شریعت سے متعلق نہ ہو بلکہ اہل معاشرہ کے کردار و عمل اس کا تقاضا کر رہا ہو تو اس کی بے ادبی کرنا بداخلاقی ہے۔ بے ادبی کی دو اقسام ہیں

بے ادبی کی اقسام

- ذات کی بے ادبی
- حکم کی بے ادبی

ذات کی بے ادبی

اس سے مراد یہ ہے کہ جس ذات کو شریعت یا مہذب معاشرے میں جو مقام حاصل ہو اس کو اس کے مقام منصبی کے مطابق عزت و توقیر نہ دینا اس کی ذات کی بے ادبی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادب

سب سے زیادہ عزت والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

> وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ[1]
>
> ترجمہ: عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں

---

[1] المنافقون، 63: 8

اس ذات کو اس کی شان کے مطابق جامع کمالات ماننا ادب ہے اور اس کی کسی شان کا انکار یا تحقیر یا تنقیص بے ادبی ہے اور یہ ایسی بے ادبی ہے جو کفر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شان وحدہ لاشریک ہے اس کی اس شان کا انکار سوء ادب (بے ادبی) ہے جس کی معافی بھی نہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا[1]

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا

دوسرے مقام پر اللہ پاک نے اپنے ساتھ شرک کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا،

لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْـًٔا اِدًّا[2]

ترجمہ: بے شک تم حد کی بھاری بات لائے

اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف بعض لوگوں نے عیوب و نقائص کی نسبت کی جو ایسی بے ادبی ہے جو اشد ترین کفر ہے کیونکہ وہ سبحان ذات ہے۔ ذاتِ خدا کے بعد مخلوقات میں سب سے بلند شان والی ہستیاں انبیاء و رسولان عظام کی ہیں ان میں سے سب سے عظمت و رفعت والی ذات حضور ﷺ کی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء، امام المرسلین، وجہِ تخلیق کائنات بنایا ہے، سب انبیاء کرام کا ادب واجب ہے اور ان کی شان انبیائے کرام علیہم السّلام کی ادنی سی گستاخی بھی کُفر ہے۔[3]

---

[1] النساء،04: 48

[2] مریم،19: 89

[3] بہار شریعت

حضور ﷺ کا ادب

اللہ پاک نے انسانوں کو نورِ ایمان حاصل کرنے کے لیے اپنے محبوب ﷺ کی ذات کا ادب سکھایا یعنی ادب کا گر سکھایا اور ایمان اور اعمال صالح کے ضائع سبب یعنی بے ادبی سے بچنے کا راز سکھایا آپ ﷺ کی تعظیم اور توقیر کا یوں حکم فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا[1]

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو

دوسرے مقام پر رسول اکرم ﷺ کے موجودگی میں بے ادبی کی وجہ سے آواز اونچی رکھنے کا نقصان اور ادب کی وجہ سے آواز کو پست رکھنے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ[2]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

[1] سورۃ الفتح، 48: 08

[2] الحجرات، 49: 2

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

> اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ[1]
>
> ترجمہ: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

> اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ[2]
>
> ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

ان آیات بینات میں ذات مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ کا ادب سکھایا گیا ہے اور معمولی بے ادبی پر اعمال کے حبط یعنی ضائع ہونے کا خطرہ ارشاد فرمایا۔ دینِ اسلام ہمیں مقدّس ہستیوں، متبرک مقامات اور عظمت والی چیزوں کا احترام کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ ان کی بے ادبی و بے حرمتی سے روکتا ہے اور اس کے نقصانات بھی بتاتا ہے۔

حکم کی بے ادبی

ذات کے بعد دوسرا درجہ حکم کی بے ادبی ہے یہ بھی اصل میں ذات کی ہی بے ادبی ہے جو بالواسطہ حکم ہے یعنی جس ذات نے حکم دیا ہے اس حکم کو پورا نہ کرنا بظاہر اس حکم کی بے ادبی ہے لیکن بواسطہ حکم یہ بھی اس ذات کی ہی بے ادبی ہے جس نے حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات ہیں کہ جن کاموں کو کرنے کا انہوں نے حکم دیا ہے ان کو کما حقہ بجالانا اور جن سے روکا ہے ان سے کما حقہ بچ جانا اللہ

---

[1] الحجرات،49: 3

[2] الحجرات،49: 4

اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کا ادب ہے اور ان کے احکامات کو کما حقہ پورا نہ کرنا ان دونوں ہستیوں کے حکم کی بلاواسطہ اور بالواسطہ ان ذوات کی بے ادبی ہے۔ اس ضمن میں چند مثالیں دیکھیں،

— جو انسان قرآن کی تفسیر، اصول تفسیر جانے بغیر کرے یا تجوید و قرات کے بغیر قرآن پاک کو مجہول پڑھا تو اس نے قرآن کی بے ادبی کی۔

— نماز کا ترک کرنا یا پڑھنا لیکن ارکان کی ادائیگی صحیح نہ کرنا جیسے پاؤں، ہاتھوں، اور دیگر اعضاء کو مقررہ مقام پر صحیح نہ رکھنا نماز کی بے ادبی ہے۔

— جو حکم دیا ہے اس کو پورا نہ کرنا۔

— مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد، بیعت کے تقاضے پورے نہ کرنا بے ادبی ہے۔

— وقت پر کلاس میں نہ آنا بے ادبی ہے۔

— استاد کے ساتھ بولنے کا تلخ انداز۔

— اللہ کے ساتھ گلہ کرنے کا انداز ہونا، شکر اور صبر کا نہ ہونا بھی بے ادبی ہے۔

سوءادب (بے ادبی) کی وجوہات

ان اشیاء کی وجہ سے بے ادبی پیدا ہوتی ہے

— **جہالت**: سوءِ ادب یعنی بے ادبی کا ایک سبب جہالت ہے کہ جب بندہ بے ادبی جیسی موذی بیماری کے وبال سے ہی واقف نہ ہو گا تو اس سے نہیں بچے گا۔

— **خوف خدا کا نہ ہونا**: بے ادبی کا سبب قلت خشیت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہی نہ ہو تو بندہ کوئی بھی گناہ کرنے سے باز نہیں آتا۔

— **تکبر** کی وجہ سے متکبر بے ادبی میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کو اپنے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

— **استخفاف:** شعائر دینیہ اور اہلِ دین کا استخفاف (دینی چیزوں کو ہلکا جاننا)

— **قساوتِ قلبی:** دل کی سختی بے ادبی کی بڑی وجہ ہے اس لیے کہ دل کی سختی کسی بڑے کی بڑائی کے احساس کا نہیں ہونے دیتی۔

— **تنگ نظری:** محدود سوچ بھی بے ادبی کی وجہ بن جاتی ہے۔

بے ادبی کے اثرات

سوءِ ادب (بے ادبی) کے درج ذیل اثرات ہیں

— علم کی بے ادبی کرنے والا علم کی برکتوں سے محروم رہتا ہے۔

— اپنے استاد کی بے ادبی کرنے والا علم حاصل کر لینے کے باوجود اس علم سے نفع حاصل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں ناکام رہتا ہے۔

— بزرگانِ دین کی بے ادبی کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جیسا کہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ابنِ سقا ایک بزرگ کی زیارت کرنے کے لئے گیا، غوث پاک نے تو ادب کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل کیا مگر ابنِ سقا بے ادبی کی نحوست سے مرتد ہو گیا۔ [1]

— ساداتِ کرام کی بے ادبی کرنے والا خود کو ان کے نانا جان رحمتِ عالم ﷺ کی ناراضی کا مستحق بنا لیتا ہے۔

— ماں باپ کی بے ادبی کرنے والا دنیا و آخرت میں اس کی سزا پاتا ہے۔

— تبرکات کی بے ادبی بھی بڑی خطرناک ہے، قومِ عمالقہ کی پانچ بستیاں تابوتِ سکینہ کی بے ادبی کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔

---

[1] بهجة الاسرار

— مرشد کی بے ادبی کرنے والا مرید کبھی بھی نگاہِ مرشد پانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

— بے ادبی انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری یعنی لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

— بد عہد انسان معاشرے میں بے توقیر ہو جاتا ہے۔

— بعض بے ادبیوں کی وجہ سے انسان دائرۂِ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

— بعض بے ادبیوں کی وجہ سے انسان کا خون مباح ہو جاتا ہے اور شریعت کے تقاضے کے مطابق اس کو قتل کرنا لازم ہو جاتا ہے جیسے گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ادب انسان کو ترقی کی منازل طے کرواتا ہے جبکہ بے ادبی انسان کو عروج سے زوال تک لے آتی ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہر اس قول و فعل سے بچیں جس سے بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو اس کے لئے ہمیں باادبوں کی صحبت اختیار کرنی ہو گی جبکہ بے ادبوں کے سائے سے بھی دور بھاگنا ہو گا۔

سوءِ ادب (بے ادبی) کا علاج

ان اُمور پر عمل پیرا ہو کر اس قبیح عمل سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے

— **ضرر محسوس کرنا:** بے ادبی کے نقصان کی فکر اور احساس پیدا کرنا

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا۔

— **علم:** بے ادبی کی سزاؤں اور جن لوگوں پر ادب کی وجہ سے انعامات ہوئے ان انعامات کا علم ہونا بے ادبی کا علاج ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کے گذشتہ بے ادبیوں کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل، سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت نگہداشت رکھنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے جذبہ احترام کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— بے ادب لوگوں کی صحبت سے دوری اختیار کرنا اور باادب لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی بے ادبی کا علاج ہے۔ کہ بری صحبت انسان کو برا اور اچھی صحبت انسان کو اچھا بنا دیتی ہے۔

گذشتہ اُمور بے ادبی جیسی زہرِ قاتل مرض کے علاج کا ابتدائی مرحلہ ہے، اس کے مکمل علاج کے لیے اسی کتاب کے آخری باب کا تدبر و تعمق کے ساتھ مطالعہ کریں اور اس موضوع پر سیر حاصل رہنمائی کے لیے ہماری کتاب (الأربعین فی الاحتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ) سے رجوع کریں۔

اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ

ترجمہ: (یہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور قول و عمل میں سچائی والے ہیں اور ادب و اطاعت میں جھکنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور رات کے پچھلے پہر (اٹھ کر) اللہ سے معافی مانگنے والے ہیں۔

(آل عمران، 3: 17)

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِی الْغُلُوِّ

غلو کا معنٰی ہے حد سے تجاوز کرنا، چنانچہ کہا جاتا ہے "غلا السعر یغلو اغلوا "قیمت بڑھ گئی یہ اس وقت کہا جاتا جب کسی چیز کی قیمت حد تناسب سے بڑھ جائے، اور کہا جاتا ہے "غلا الرجل فی امرہ غلوا" کہ آدمی اپنے معاملہ میں آگے بڑھ گیا یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی حد سے بڑھ جائے۔[1]

غیر اہل مرتبہ کی طرف علو مرتبہ منسوب کرنا۔

امام ابو بکر جصاص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

الغلو فی الدین ھو مجاوزۃ حد الحق فیہ[2]

ترجمہ: دین کی مقرر کی حد سے آگے نکل جانا غلو کہلاتا ہے۔

علامہ مناوی رحمہ اللہ کی نزدیک غلو دین میں تغلب، تشدد اور حد اعتدال سے تجاوز کے ہیں۔[3]

علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "دین میں غلو کے معنی افراط و تفریط کے ہیں، جیسا کہ یہودیوں نے اور عیسائیوں نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا۔ یہودیوں نے ان کی شان اس قدر گھٹا دی کہ وہ انہیں ایک شریف انسان بھی نہیں سمجھتے تھے اور عیسائیوں نے ان کی شان اس قدر بڑھا دی کہ انہیں انسان کی بجائے خدا سمجھنا شروع کر دیا۔[4]

افراط (زیادتی) اور تفریط (کمی) کے درمیانی درجہ کو اعتدال کہتے ہیں۔

---

[1] مقاییس اللغۃ از ابن فارس، کتاب الغین، باب الغین واللام و مایثلثھما، ج:4، ص:387

[2] احکام القرآن، 3/ 282

[3] التوقیف، باب الغین، فصل اللام، ص:253

[4] تفسیر قرطبی 6/ 77

کسی امر میں درجہ اعتدال سے آگے بڑھ جانا غلو اور افراط ہے اور درجہ اعتدال سے کمی کرنا تفریط یا تنقیص ہے۔اسلام میں غلو فی الدین کی سخت ممانعت ہے قرآن کریم وحدیث رسول ﷺ میں اسکے دلائل موجود ہیں جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے،

قُلْ یَآاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ[1]

ترجمہ: تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ[2]

ترجمہ: اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ

ان دونوں جگہ کی آیات میں یہود و نصاریٰ کو غلو فی الدین سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ دونوں اللہ کی قائم کردہ حدود کو ہمیشہ توڑتے رہے اور دین میں غلو کے ذریعے اپنے ادیان کو بدل دیا تھا کہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔

غلو سے بچنے کا حکم

حضور اکرم ﷺ نے غلو سے بچنے کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا،

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنهما :قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ:هَاتِ الْقُطْ لِي، فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا

[1] المائدہ،05: 77

[2] النساء،04: 171

وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ، قَالَ: بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ[1].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کی صبح مجھ سے فرمایا: اور آپ اپنی سواری پر تھے کہ "میرے لیے کنکریاں چن دو"۔ تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چنیں جو چھوٹی تھیں کہ چٹکی میں آسکتی تھیں جب میں نے آپ کے ہاتھ میں انہیں رکھا تو آپ نے فرمایا" :ایسی ہی ہونی چاہیئے، اور تم اپنے آپ کو دین میں غلو سے بچاؤ۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو ان کے دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا ہے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا" : سنو، بہت زیادہ بحث و تکرار کرنے اور جھگڑنے والے ہلاک ہو گئے۔

"شارحِ مسلم" علامہ نووی رحمہ اللہ نے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "متنطعون" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی باتوں اور کاموں میں تعمق و تشدد کرتے، غلو کرتے اور حدود سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔[3]

عن معقل بن يسار رضي الله عنه صنفان من أمتي لن تنالهما شفاعتي ولن أشفع لهما ولن يدخلا في شفاعتي: سلطان غشوم عسوف، وغال مارق في الدين[4]

[1] سنن نسائی، کتاب المناسک، بَابُ: اِلْتِقَاطِ الْحَصَى، حدیث نمبر: 3059

[2] سنن ابوداؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث نمبر: 4806

[3] المنهاج شرح مسلم للنووی / الدیباج شرح مسلم للسیوطی

[4] الترغیب والترھیب لقوام السنة :3/76

ترجمہ: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں، جن کو میری شفاعت نصیب نہیں ہو گی ظالم اور غاصب بادشاہ اور دین میں غلو کرنے والے لوگ۔

مذکورہ احادیثِ نبویہ سے یہ معلوم ہوا کہ دین میں غلو کرنا ناجائز ہے اور اس کی سخت ممانعت ہے

غلو فی الدین کی اقسام

غلو کے بارے میں وارد آیات واحادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں غلو کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے چند اقسام کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

عقائد میں غلو

عقائد میں غلو سے مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت میں ہمیں جن عقائد کی تعلیم دی گئی ہے ان کو چھوڑ کر ہم خود ساختہ عقائد کو اختیار کر لیں۔ خود ساختہ یا انسانوں کے بنائے ہوئے عقائد پر کتنا ہی خوشنما لیبل کیوں نہ لگا دیا جائے، دین وشریعت کے نقطہ نظر سے وہ عقائد بہر حال باطل قرار پائیں گے۔

غلو انسان کو شرک جیسی مہلک بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے انبیاء کرام کی شان میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ انہوں نے سید نا عزیر اور سید نا عیسی علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی جو لم یلد ولم یولد کے اوصاف سے متصف ہے، کوئی انسان خواہ وہ مقام ومرتبہ کے اعتبار سے کتنے ہی اونچے مقام پر کیوں فائز نہ ہو اللہ کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے مگر غلو کی کرشمہ سازی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے اور خالق ومخلوق کے درمیان فرق کو ملحوظ نہ رہنے دیا۔ قوموں کو تباہ وبرباد کرنے والا یہ ایسا شدید مرض ہے کہ رحمۃ للعالمین، سرور دین ودنیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکر مند رہے کہ سابقہ امتوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ ﷺ کی امت بھی کہیں اس میں

مبتلانہ ہو جائے۔آخر وقت تک آپ ﷺ کو یہ فکر دامن گیر رہا حتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت بالکل آخری لمحات میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

> لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ[1]
>
> ترجمہ: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔

جیسا کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ پر کذب وافتراء باندھا عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑلیا کہ اللہ یا اللہ کے بیٹے ہیں، یا یہودیوں نے اس بات کو عقیدہ کے طور پر اختیار کر لیا کہ سیدنا عیسی علیہ السلام تو ایک شریف انسان بھی نہیں ہیں (معاذاللہ)۔

قرآن پاک میں غلو

قرآن مجید میں غلو کی ایک صورت یہ ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق اس کی تفسیر بیان کی جائے۔پہلے سے تصورات و نظریات قائم کر لئے جائیں اور پھر قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر ان کی تائید میں پیش کیا جائے۔ قرآن مجید نے اس بیماری کا نام "تحریف" رکھا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کی اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ[2]
>
> ترجمہ: صحیح باتوں کو ان کے مقامات میں ثابت ہونے کے بعد بدل دیتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ ،حدیث نمبر: 435

[2] المائدہ،05: 41

بہت سے قراء کا قرآن مجید کی قرأت و تلاوت کا انداز بھی غلو ہی کے ضمن میں آئے گا، جو قرأت و تجوید کے اصولوں سے تجاوز کرتے ہوئے بے حد تطویل، تکلف اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور خوش الحانی کے مظاہرہ میں قواعد وضوابط کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔

معاملات میں غلو

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دینی اعمال میں غلو سے کام لے گا اور نرمی کے پہلو کو ترک کرے گا تو بالآخر وہ عاجز و درماندہ ہو جائے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یہ بھی غلو ہے کہ انسان رخصت کی جگہ عزیمت کو اختیار کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی کسی مجبوری و معذوری اور بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال سے عاجز و قاصر ہے اور اس صورت میں اسے تیمم کرنے کی ضرورت ہے مگر وہ اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور تیمم نہیں کرتا بلکہ پانی ہی کے استعمال کرنے پر اصرار کرتا ہے تو وہ یقیناً نقصان اٹھائے گا۔[1]

ناقص علماء، شیوخ یا کسی بھی مسلمان کی جھوٹی تعریف بھی غلو ہے

غلو کی وجوہات

ان امور کی وجہ سے انسان غلو کا مرتکب ہوتا ہے

— **جہالت:** غلو کا ایک سبب جہالت ہے کہ جب بندہ غلو جیسی موذی بیماری کے نقصانات سے آگاہ ہی نہیں ہو گا تو اس سے نہیں بچتا۔

— **خوف خدا کا نہ ہونا:** غلو کا ایک سبب خوف خدا کی کمی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہی نہ ہو تو بندہ کسی حد سے تجاوز کرنے سے باز نہیں آتا۔

---

[1] فتح الباری 1/117

—— خوش عقیدگی کی وجہ سے غالیت میں مبتلا ہوتا ہے۔

—— **تنگ نظری:** محدود سوچ بھی غلو کی وجہ بن جاتی ہے۔

—— اللہ تعالیٰ کی کبریائی سے عدم واقفیت کی بنا پر اپنی خود ساختہ عقیدت کی وجہ سے حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے۔

غلو کے اثرات

اس مرض کے اثرات درج ذیل ہیں

—— **گمراہی:** غلو کی وجہ سے انسان خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

—— **ہلاکت:** غلو انسان کے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔

—— **محرومیت:** غلو کی وجہ سے انسان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور دین کی حقیقت سے محروم ہو جاتا ہے۔

—— **شعارِ کفار:** غلو فی الدین یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

—— **لعنت:** غلو لعنت کا ذریعہ ہے کہ اس میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور جھوٹ منافق کی علامت ہے گویا غالی کے اندر نفاق ہوتا ہے۔

—— **منافات اسلام:** دین اعتدال کا نام ہے اور غلو اعتدال کی ضد ہے تو غلو دراصل روحِ اسلام کے خلاف ہے۔

غلو کا علاج

ان امور پر عمل پیرا ہو کر اس قبیح عمل سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے

— **ضرر محسوس کرنا:** غلو کے نقصان کی فکر اور اور اپنے اندر اس کے خلاف احساس پیدا کرنا

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا کہ جو حدود ان ذوات کی مقرر کی ہوئی ہیں میں ان کو پامال کر رہا ہوں۔

— **علم:** غلو کے عذاب اور معتدل لوگوں کے انعامات کا علم ہونا غلو کا علاج ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گذشتہ بے اعتدالیوں کی معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد و نصرت مانگنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت نگہداشت رکھنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے اقتصاد کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— غلو کے مرتکب لوگوں کی صحبت سے دوری اختیار کرنا اور اعتدال پسند لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی غلو کا علاج ہے۔ کہ بری صحبت انسان کو برا اور اچھی صحبت انسان کو اچھا بنا دیتی ہے۔

گذشتہ اُمور غلو جیسی بدترین مرض کے علاج کا ایک پہلو ہیں، اس کے مکمل علاج کے لیے اسی کتاب کے آخری باب کا تعمق کے ساتھ مطالعہ کریں اور اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اُسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری تصنیف (الأربعین فی الاحتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ) کو عمل کرنے کے جذبہ سے پڑھیں۔

اَلبَابُ السَّادِسُ فِیْ طُوْلِ الْاَمَلِ

"طولِ آمل" کا لغوی معنی لمبی لمبی امیدیں باندھنا ہے۔اور جن چیزوں کا حصول بہت مشکل ہو اان کے لئے لمبی امیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا طولِ آمل کہلاتا ہے [1]

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

> ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا وَ یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ [2]
>
> ترجمہ: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جاننا چاہتے ہیں۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادا اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علی مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتباع حق سے روکتا ہے۔ [3]

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: "مجھے تم پر دو باتوں کا بہت زیادہ خوف ہے، خواہش کی پیروی کرنا اور لمبی لمبی امیدیں رکھنا۔ خواہش کی پیروی تو حق بات سے روکتی ہے اور لمبی لمبی امیدیں دنیا کی محبت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو! بے شک اللہ تعالیٰ اسے بھی دنیا عطا فرماتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے مگر جب وہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے ایمان کی دولت عطا فرماتا ہے۔ سن لو! کچھ لوگ دین والے ہیں اور کچھ دنیا والے۔ تم دین والے بنو، دنیا والے نہ بنو۔ یاد رکھو! دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے۔ جان لو! آخرت

[1] فیض القدیر، حرف الهمزة، ج1، ص277، تحت الحدیث294

[2] الحجر،15: 3

[3] خزائن العرفان تحت الآیة

قریب آچکی ہے۔ خبردار! آج تم عمل کے دن میں ہو، اس میں حساب نہیں اور عنقریب تم حساب کے دن میں ہوگے جہاں کوئی عمل نہ ہوگا۔[1]

طولِ اَمل کا حکم

حضرت سیّدُنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طول امل یعنی (لمبی امیدیں) نیکی وطاعت کی راہ میں رُکاوٹ ہیں ، نیز ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں ، لمبی امیدوں میں مبتلا ہو جانا ایک لاعلاج مرض ہے جو لوگوں کو اور بہت سے امراض میں مبتلا کرتا ہے۔[2]

لمبی امیدیں دینی امور میں بھی ہو سکتی ہیں اور دنیاوی میں بھی۔

دینی اُمور میں طول امل

لمبے منصوبے بنانا جیسے مساجد، مدارس اور خانقاہوں کے منصوبہ جات بنانا۔ یہ چیزیں برائے خدمت دین بہت اچھی اور اہل اسلام کی بنیادی ضروریات اور تعلیم و تعلم اور اصلاح باطن کا سامان ہیں شرط یہ ہے کہ "اگر دارد برائے دوست دارد" یعنی مقصد رضاء خدا کا حصول ہو۔ اور اگر ان کی رغبت ہو جائے تو یہ بھی دنیا ہے۔

دنیاوی امور میں طول امل

دنیاوی معاملات کیلئے لمبی امید رکھنا۔ یہ امید شہوات کی محبت پر مبنی ہوتی ہے جیسے عورت، مال و اُولاد کی محبت۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

---

[1] موسوعة ابن ابی الدنیا، قصر الامل، حدیث نمبر:3

[2] منهاج العابدین، ص118

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ۔ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ[1]

ترجمہ: لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے

لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ[2]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر انسان کے پاس مال کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ سے توبہ کرتا ہے، وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن مال کی حرص، بخل، حب دنیا ختم نہیں ہوتی۔

طولِ اَمل کی وجوہات

طولِ امل ان چیزوں سے جنم لیتی ہے

— **حب دنیا:** لمبی امیدوں کا پہلا سبب دنیا کی محبت ہے۔ جب بندہ دنیا سے اس قدر مانوس ہو جائے کہ دنیاوی خواہشات، لذتوں اور معاملات کا جدا ہونا اس کے دل پر ناگوار گزرے تو اس کا دل اس موت کے بارے میں غور و فکر سے رُک جاتا ہے جو دنیاوی خواہشات و لذتوں سے

[1] آل عمران، 03: 15

[2] صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ، حدیث نمبر: 6437

جدائی کا سبب ہے۔ جو چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے اُسے خود سے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہی انسان بے کار قسم کی آرزوؤں میں مصروف نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر کام خواہشات کے مطابق ہو جائے۔ لہٰذا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہی اس کی اصل چاہت ہوتی ہے اور اسی وجہ سے مسلسل انہیں خیالات میں گھرا رہتا ہے اور اپنے دل میں گھر بار، بیوی بچے ،دوست احباب، مال و دولت اور دیگر تمام اسباب کو ضروری سمجھتا ہے اور پھر اسی سوچ پر اس کا دل جَم جاتا ہے اور یوں موت کو بھول جاتا ہے۔

— لمبی امیدوں کا دوسرا سبب جہالت ہے۔ جہالت یا تو یوں پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی جوانی پر بھروسہ کرکے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جوانی میں موت نہیں آئے گی اور اس بات پر غور نہیں کرتا کہ موت کا وقت مقرر ہے اس کا عمر کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

— طول امل حرص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان غیر موجود چیز کے حصول میں عمر ضائع کردیتا ہے اور جب پاس سرمایہ آخرت نہیں ہوتا تو اسی دنیا میں دوام چاہتا ہے۔

— طول امل کے اثرات

— طول امل کے یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں

— طول امل سے اللہ تعالیٰ پر توکل ختم ہو جاتا ہے۔

— بے عملی پر ڈٹ جاتا ہے کہ ابھی تو زندگی بہت پڑی ہے نیکیاں حاصل کرنے کے لیے۔

— حرص کی وجہ سے دعا کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے صرف اپنی تگ و دو کو ذریعہ اسباب سمجھتا ہے۔

— اللہ تعالیٰ سے مسلسل اعراض کی وجہ سے اس کی رحمت کا رخ پھر جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔

— طول امل کی وجہ سے دل میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

طولِ امل کا علاج

ان اُمور پر عمل پیرا ہو کر اس سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے

— **ضرر محسوس کرنا:** طولِ امل کے نقصانات پر نظر رکھنا کہ میرے لیے تباہی کا باعث ہے۔

— **خوف:** دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی ناراضگی کا خوف پیدا کرنا مجھے تو توکل علی اللہ کا حکم ہے جب کہ میرا عمل اس کے برعکس ہے۔

— **علم:** طول امل کے عتاب اور متوکل لوگوں کے انعامات کا علم ہونا طول امل کا علاج ہے۔

— **دائمی استغفار:** اس طرح کہ گزشتہ طویل المدتی منصوبوں سے معافی اور آئندہ کے لیے بچنے کا عزم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توبہ پر استقامت کی مدد ونصرت مانگنا۔

— **ترک غفلت:** لاپرواہی، تساہل، سے اجتناب کرنا اور ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا۔

— صحابہ کرام، سلف صالحین کے توکل اور دنیا سے بے رغبتی کے واقعات کے متعلق آگاہی حاصل کرنا۔

— محبت دنیا کے پرستاروں کی سنگت سے دوری اختیار کرنا اور اللہ کی پسند کو مقدم جاننے والے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی طول امل کا علاج ہے۔

گزشتہ امور طول امل جیسی بدترین مرض کے علاج کا معمولی نسخہ ہے، اس کے مکمل علاج کے اور اس مرض سے مکمل چھٹکارے کے اُسلوب کو سمجھنے کے لیے ہماری تصنیف (الأربعین فی امراض الباطنة وعلاجها) کو ملاحظہ فرمائیں۔

برے اعمال اور ان کی اصلاح۔ نسبت اور صحبتِ مرشد کامل

جب انسان کو کوئی بھی مرض لاحق ہوتا ہے تو اس کے جس حصے میں مرض ہوتا ہے وہ حصہ صحیح طور پر کام نہیں کر پاتا بلکہ بعض اوقات وہ مرض اس حصے کے ساتھ ساتھ کئی اور چیزوں کو بھی خراب کر دیتا ہے، بالکل اسی طرح جب انسان کے دل میں ایمان کی کمی کا مرض ہوتا ہے، یعنی انسان زبان سے اقرار تو کرتا ہے اور دل سے مانتا بھی ہے لیکن اس کا دل احکاماتِ خدا کو نہیں مانتا، اس کا دل اللہ کی منع کردہ چیزوں کو اپنے لیے برا اور نقصان والا نہیں سمجھتا، تو یہ ایک بنیادی مرض ہے جس کا اثر انسان کے افعال کے امراض یعنی نا پسندیدہ اعمال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس کی نشاندہی اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی نے نے ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمِنُوا آمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا[1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس نے اس سے پہلے نازل کی اور جو شخص اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت (کے ساتھ) کفر کرے تو یقیناً وہ گمراہ ہوا، بہت دور گمراہ ہونا

اے ایمان والو! ایمان لاؤ بظاہر تو یہ بات تحصیل حاصل ہے کہ جو ایمان والا ہے، جس کے پاس پہلے سے دولت ایمان موجود ہے اس کو دوبارہ ایمان لانے کا حکم دینا یوں ہی ہے جس طرح کسی شخص نے کوئی کام کر لیا ہو یا کسی صفت سے متصف ہو گیا تو اس کام کرنے کے بعد یا اس صفت سے متصف ہونے کے بعد دوبارہ

[1] النساء ،04: 136

اس کو وہی کام کرنے کا کہا جائے تو وہ سوچے گا یہ کام تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں تو دوبارہ مجھے اس کا حکم دینے کا مقصد کیا ہے؟ مثال کے طور پر ایک شخص نے ظہر کی نماز ادا کرلی ہے اب اس کو دوبارہ یہ کہنا کہ آپ ظہر کی نماز پڑھو تو ظاہر ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ میں نے نماز ادا کرلی ہے اور جب نماز ادا ہو گئی ہے تو نماز کے تکرار کا مقصد کیا ہے یا کیا حکمت ہے لیکن یہ سوال تو تب ہو سکتا ہے کہ جب حکم دینے والی ذات کوئی عام ہو لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ خود ارشاد فرما رہا ہو تو اس کے کلام پر سوال یا اعتراض کی گنجائش نہیں بلکہ اس میں حکمت تلاش کرنے کی جستجو کی جا سکتی ہے کہ ذات باری تعالیٰ کا کلام حکمت سے لبریز ہے فصاحت اور بلاغت کی اعلیٰ مثال ہے آخر اس نے ایک حکم جاری فرمایا ہے جو بظاہر مکرر ہے لیکن اس کے کلام کی شان یہ ہے کہ وہ لغو و تکرار سے پاک ہے یعنی بغیر کسی فائدے کے کلام اللہ میں کسی بات کو بار بار دہرایا نہیں جاتا تو جب ہم نے اس کی حکمتیں ڈھونڈنے کے لئے لیے مفسرین کے دامن کو تھاما تو معلوم ہوا کہ جو" امنوا "(میم کی زبر کے ساتھ ماضی کا صیغہ) پہلے سے مخاطبین کے پاس موجود ہے اس کا مدلول اور مقصد ایمان کا وجود ہے اور بعد والے "امنوا" (میم کی زیر کے ساتھ فعل امر کے صیغے) میں جس ایمان کا کہا جا رہا ہے اس کا مدلول اور مطلب ایمان کی کاملیت اور پختگی اور اس پر دوام ہے۔

اب سوال یہ ہے ہیں کہ ایمان کہتے کس کو ہیں تو اس کا جواب بڑا آسان ہے کہ

احکامات خدا کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا

ہم اگر اپنے اوپر غور کریں کہ مسلمان کہلانے والے ہم لوگ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی اسلام کے بارے میں بتایا گیا یا تو ہم پیدائشی طور پر مسلمان ٹھہرے اور اسی ماحول میں ہم نے اپنے

بڑوں سے **اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب** بھی سیکھا۔ لیکن اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ہماری زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق پوری ہے؟

'دل سے ماننے' اور 'دل کے ماننے' میں فرق

ہم زبان سے اقرار بھی کرتے ہیں اور دل سے تصدیق بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے ایمان کی حالت اس طرح کیوں نہیں ہے جس طرح ایک کامل مسلمان کی ہونی چاہیے ہم احکام خدا کو دل سے مانتے تو ہیں لیکن ہمارا دل نہیں مانتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

اس بات کو سمجھنے کے لئے مثال کے ذریعے اس پر غور کر لیتے ہیں ہر مسلمان کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ قرآن پاک اللہ پاک کی سچی کتاب ہے لیکن جب ہم اس میں موجود احکام خدا کو دیکھتے ہیں تو وہ ہماری زندگیوں میں نہ ہی اُوامر (وہ احکامات خدا جن کو کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے) پورے ہوتے نظر آتے ہیں اور نہ ہی نواہی (وہ احکامات خدا جن میں ہمیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے) سے بچتے نظر آتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں اتباع مصطفیٰ کا حکم ہے لیکن آج ہماری زندگیوں میں حضور ﷺ کی اتباع فقدان ہے کہ ہمارا ہر طریقہ اغیار کے نقش قدم پر ہے یوں ہی جب ہم اللہ کا کلام پڑھ رہے ہوں اور دروازے پر کوئی ایسا شخص آ جائے جس سے ہم ملاقات نہ کرنا چاہتے ہوں تو قرآن پاک کی تلاوت روک کر ہم اپنے بچے کو کو یہ کہتے ہیں کہ دروازے پر آنے والے شخص سے کہو کہ والد گھر میں نہیں ہیں یعنی قرآن کی تلاوت کے دوران بھی جھوٹ بول دیتے ہیں اور ہمیں اس بات کا علم بھی ہے کہ اسی قرآن میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت کی گئی ہے باوجود اس کے کہ ہم اس بات کو دل سے مانتے ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کی گنجائش تک نہیں ہے۔

دوسری مثال دیکھیں کہ اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس حکم کو اتنا عام فرمایا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اذان کی شکل میں یہ حکم ہر ہر بندے تک پہنچتا ہے لیکن ہم اذان سننے کے بعد بھی نیند، گپ شپ میں مشغول رہ کر سچے رب کے سچے کلام کے حکم کو پورا نہیں کرتے ان مثالوں سے ہمیں یہ واضح ہو گیا کہ ہم نے اس قرآن پاک کو دل سے سچا مانا ہے لیکن ہمارے دل نے اس کی سچائی کو نہیں مانا۔

'دل سے ماننے' سے لے کر 'دل کے ماننے' تک کا سفر

دل کے ماننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے استاذ، رہبر اور رہنما "انبیاء علیہم السلام" کی صورت میں عطاء کئے یہی وہ طریق ہے جو ابتدائے نسل انسانی سے اختیار کیا گیا اور اسی حکمت کے تحت اللہ پاک نے انبیائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا کہ وہ انسانوں تک روشنی پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ استاذ، رہبر کا رشتہ، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت اس کے لیے اَفعال رذیلہ سے تزکیہ نفس کر کے ایمان، حصول بندگی، رجوع الی اللہ اور باقی ہر ہر نعمت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ استاذ کی اس عظیم نعمت کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

> لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوعَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]
>
> ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

---

[1] آل عمران 03: 164

نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی مجسم ہدایت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سراپاء ہدایت بنا کر بھیجا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى[1]
>
> ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

ہدایت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> هُدًى لِّلنَّاسِ[2]
>
> ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت
>
> هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ[3]
>
> ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو

لیکن ہدایت ہونے کے باوجود یہ ہدایت بندے کے اندر گھلتی نہیں وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتے، اس سے برے اخلاق دور نہیں ہوتے، اس کے افعال کے امراض کا علاج نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے اندر ابھی ہدایت داخل نہیں ہوئی۔ اسکے ساتھ تو موجود ہے۔ اسکی مثال اسطرح ہے کہ پانی میٹھا کرنا ہو تو اس کے اندر چینی گھولنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ رکھنے سے میٹھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ ہدایت وہ نور ہے جب تک انسان کے نفس کے اندر داخل نہ ہو تب تک اس کو ہدایت والا نہیں بناتا، اس سے افعال رذیلہ کو دور کرکہ اوصاف حمیدہ کو ترویج نہیں دیتا تو اللہ نے قرآن پاک لوگوں کو ہدایت تقسیم کرنے کیلئے نازل فرمایا تھا اسلئے پورے قرآن کا نور و ہدایت اور ہر خشک اور تر کے علم سمیت اللہ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر مبارک

[1] الفتح، 48: 28

[2] البقرۃ، 02: 185

[3] البقرۃ، 02: 2

میں ڈالا۔ اسلئے حضور ﷺ کا علم مبارک تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

> اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ[1]
>
> ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا؛ اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے؛ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

اس سے مراد حضور ﷺ کا نور بھرا دل ہے۔ اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوا اور وہ اوصاف حمیدہ والا بن گیا

اسی بات کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم انداز میں یوں فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

چنانچہ قرآن کریم بھی آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُۙ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ[2]
>
> ترجمہ: اُسے روح الامین لے کر اُترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ

---

[1] النور، 35:24

[2] الشعراء، 194:26

اور حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے تقوی کا معدن اور مخزن بنایا، تقوی بھی سینہ مصطفی ﷺ کی دولت ہے، جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ، وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ، قَالَ: ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: التَّقْوَى هَاهُنَا، التَّقْوَى هَاهُنَا[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام واشگاف (واضح) ہے اور ایمان دل میں ہے۔ اپنے سینہ (مبارک) کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

حضور ﷺ کی نسبت میں آنے والے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسلام میں داخل ہونے والے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے دلوں میں یہی تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر ان کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرتا گیا۔

[1] مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، حدیث نمبر: 12381

[2] اخرجه البخاری فی الصحيح، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ. وَأَنَّ المَعْرِفَةَ فِعْلُ القَلْبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ} [البقرة: 225]، حدیث نمبر: 20

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ مَعْدِناً وَ مَعْدِنُ التَّقْوٰی قُلُوْبُ الْعَارِفِیْن[1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی کان (یعنی مخفی خزانہ) ہوتی ہے اور تقوی کی کان عارفوں کے دل ہوتے ہیں۔

ان ہی کی نسبت، سنگت اور صحبت بندے کو تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر اس کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نسبت، معیت اور توجہ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم پر اثرات

انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد بندگی ہے۔ اور یہ مقصد کسی نیک صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے دنیا میں ہر فن اور علم کیلئے کسی استاد کا ہونا ضروری ہے اسی طرح انسان کیلئے بندگی کا ہنر سیکھنے کیلئے بھی بندگی والے استاد کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔ اسی مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام و رسل علیہم السلام بھیجے جو اپنے اپنے ادوار و اوقات میں لوگوں کو گناہوں سے نکال کر رب کے احکام کے مطابق ڈھالتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو جو جو آپ کی صحبت میں آتا گیا اس کو توحیدِ الٰہی نصیب ہوتی گئی۔ اور کفر و شرک کے بت ٹوٹنے لگ گئے۔ اسی صحبت مبارکہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عثمان المعروف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ صداقت، جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ عدالت، اور جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ حیاء، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو

[1] اخرجہ القضاعی فی مسند الشہاب حدیث نمبر 128: و الطبرانی فی المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 131851

پیکر شجاعت بنا دیا۔ اسی صحبت سے کفر کے اندھیرے دور ہوتے گئے اسکے بعد توحید خالص اور اعمال صالحہ خالصہ نصیب ہوئے وہی معاشرہ جہاں قتل ناحق، زبردستی دوسرے کی عزت کو خراب کرنا، دوسرے کے اموال کو بزور طاقت ہتھیا لینا بہادری سمجھی جاتی تھی۔ اس صحبت مبارکہ نے سب جرائم دھو ڈالے، اور عیوب والے لوگوں کو رضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ[1] کے عظیم مقصد پر فائز کر دیا۔

صحبت صالح ایسی اکسیر ہے۔ جو انسان کو اپنے مالک کے سامنے جھکنا، عاجزی اختیار کرنا سکھاتی ہے۔ سچی توبہ کا ذریعہ بھی صحبت صالح ہی ہے۔

جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی معیت، سنگت اور غلامی اختیار کرتے گئے ان کو بندگی ملتی گئی۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں جائیں تو مجرموں کو قربت الہیٰ اور احکام الٰہی پر عمل کرنے والا بنا دیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں تو ہزاروں جادوگروں کو توحید الہی کا جام پلا دیں ۔اور ہمارے اور سب نبیوں کے امام ﷺ ہوں تو ظلم وبربریت کے ماحول میں اپنے قلب منور کی روشنی سے سب اندھیروں کو مٹا دیں، کفار اور مشرکین کو مُوَحِّدْ اور مخلص مسلمان بنا دیں۔ ظلم کرنے والوں کو رحم کرنے والا بنا دیں، ناحق کرنے والوں کو منصف بنا دیں۔ یہ سب آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ کی برکات تھیں۔ جو آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں میں پہنچیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

---

[1] البینہ،98:8

بخاری شریف کی حدیث ہے

> عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً [1]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالو گے۔ یا تو مشک ہی خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پاسکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسادے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اچھی صحبت و معیت کو خوشبو والے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ کہ اس کے پاس بیٹھنے سے بھلا ہی ہو گا۔ اچھائی ہی ملے گی۔ یا تو خوشبو سے معطر ہونے کی صورت میں یا خوشبو خریدنے کر صورت میں۔ اور بری صحبت کو لوہار کی دکان کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جہاں سے نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ ناپسندیدہ چیز انسان پر اثر کرتی ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض پانے کے باعث، **یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم** سے مستفیض ہو کر ان کے قلوب یوں روشنی پاچکے تھے کہ ان پر معصیت و نافرمانی کی ماہیت حقیقتاً واضح ہو چکی تھی۔ ان کو گناہ نجس محسوس ہوتا تھا اس برا محسوس ہونے کی بنا پر دل افعالِ رذیلہ سے یوں اچاٹ ہوئے تھے کہ پھر کسی دنیاوی فائدہ کی کشش ان کو اس طرف دوبارہ نہ کھینچ سکی۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ، حدیث نمبر: 2101

حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْخَمْرِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ أَقْبَلَ مِنْ الشَّامِ وَمَعَهُ خَمْرٌ فِي الزِّقَاقِ يُرِيدُ بِهَا التِّجَارَةَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُكَ بِشَرَابٍ جَيِّدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا كَيْسَانُ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ قَالَ أَفَأَبِيعُهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ وَحُرِّمَ ثَمَنُهَا فَانْطَلَقَ كَيْسَانُ إِلَى الزِّقَاقِ فَأَخَذَ بِأَرْجُلِهَا ثُمَّ أَهْرَقَهَا[1]

ترجمہ: حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دور میں شراب کی تجارت کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ شام سے واپس آئے تو ان کے ساتھ شراب کے بہت سے مٹکے تھے جو تجارت کے ارادے سے وہ لائے تھے، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے پاس بڑی عمدہ شراب لے کر آیا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیسان! وہ تو تمہارے پیچھے حرام ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے بیچ سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: شراب بھی حرام ہوچکی اور اس کی قیمت بھی، چنانچہ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور پاؤں سے ٹھوکریں مار مار کر ان مٹکوں کو توڑ ڈالا اور شراب بہادی۔

غور کریں کہ پہلے پہل ان کا کسب ہی شراب کی تجارت سے تھا مگر حکم سنتے ہی دل نے اسی طرح تسلیم کیا کہ اک لمحہ کو بھی یہ نہ سوچا کہ یوں تو سارا ہی سامانِ تجارت غارت ہوا چاہتا ہے۔ دل نے نجس تسلیم کیا، طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ دوبارہ اس کی طرف مائل ہو کر کوئی مادی فائدہ حاصل کرنا بھی گوارا نہ کیا۔

ترک معصیت اور اصلاح احوال ان کے شب و روز کا حصہ بن جانا، اس صحبت مبارکہ سے حاصل کردہ تزکیہ باطن کا مرہون منت تھا۔ نور نبوت سے دلوں کے منور ہو جانے کا اعجاز تھا کہ وہ حکم سننے سے پہلے ہی

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث كيسان، حديث نمبر: 18960

اس پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہوا کرتے تھے اور معلومات حاصل ہوتے ہی فوراً عمل میں نہ صرف جھلکنے لگتی تھیں بلکہ وہ دائمی طور پر مزاج کا حصہ بن کر خود بخود استقامتِ احوال کی منزل کو پہنچ جایا کرتے تھے۔ پیرِ کامل ﷺ کی صحبت اور تربیت یافتہ مکرم حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک حیات ہمارے لئے راہنمائی کا چراغ روشن کئے ہوئے ہے۔

رحمتِ دو عالم ﷺ جب توجہ فرماتے تو ساتھ اپنے دستِ اقدس اور مبارک انگلیوں سے صحابہ کرام کے سینوں پر ضربیں لگاتے، دستِ مبارک دلوں پر رکھتے اور سینوں اور سروں پر بھی پھیرتے۔ پھر جب سلسلہ نبوت امام الانبیاء ﷺ پر ختم ہو گیا تو اب نبی تو نہیں آسکتا لیکن دین پھر بھی قیامت تک قائم رہے گا۔ وہ کیسے قائم رہے گا؟ جیسے آپ ﷺ کے وصال باکمال ظاہری کے بعد آپ کی صحبت سے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت و سنگت کی برکت سے اسلام پھیلتا رہا۔

صحابہ کرام اور تابعین کا حضور ﷺ (مرشدِ حقیقی) کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی مرشد کی نسبت اور صحبت اختیار کرنا

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگی خدا اور افعال رذیلہ سے نجات حاصل کی۔ اللہ نے رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کیلئے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

> كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[1]

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر: 3455

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم کیا اور فرمایا،

فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي۔ وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[1]

ترجمہ: ان دو شخصوں کا اقتداء کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہما۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ[2]

ترجمہ: میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

مَا صَبَّ اللهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ[3]

[1] سنن الترمذی، ابواب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر: 3663

[2] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث نمبر: 4607، المعجم الاوسط للطبرانی، باب الألف، من اسمه أحمد، حدیث نمبر: 66

[3] الحاوی للفتاوی، کتاب الأدب والرقائق، ج2، ص51

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر رکھا میں نے اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کے اندر منتقل کر دیا۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم و معارف، اسرار و رموز اور معرفت الٰہی کے انوار کی منتقلی کی نسبت اپنے اَلَمۡ نَشۡرَحۡ[1] کی شان والے سینہ مبارک سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی ہے۔ اسی طرح دیگر احادیث صحیحہ میں ان انوار و تجلیات کا حضور ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہ اجمعین سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں منتقل ہونا ثابت ہے۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

عَنۡ حَاطِبٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِمَّا صَبَّهُ جِبۡرِيلُ، وَمِيكَائِيلُ عَلَيۡهِمَا السَّلَامُ، فِي صَدۡرِهِ، إِلا قَدۡ صَبَّهُ فِي صَدۡرِي، وَمَا تَرَكۡتُ شَيۡئًا مِمَّا صَبَّهُ، فِي صَدۡرِي، إِلا قَدۡ صَبَبۡتُهُ فِي صَدۡرِ مَالِكِ بن ضَمۡرَةَ[2]

ترجمہ: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام نے (اللہ عزوجل کی طرف سے) حضور نبی اکرم ﷺ کے سینے میں ڈالا وہ آپ نے میرے سینے میں ڈال دیا۔ جو کچھ آپ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے حضرت مالک بن ضمرۃ رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

حضرت مالک بن ضمرہ رضی اللہ عنہ تابعی بزرگ ہیں اور انہوں نے صحابی رسول حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کی، ان کی سنگت، صحبت اور معیت میں بغرض تربیت رہے۔

[1] الشرح، 94:1

[2] المعجم الکبیر للطبرانی، کتاب الجیم، اسمہ جندب، حدیث نمبر: 1624

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> أَوَّلُ هٰذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً[1]
>
> ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کام (تقسیمِ ہدایت) کو ابتداء نبوت اور رحمت بنایا، اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود[2]

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا۔

مرشدینِ کاملین کی نسبت اور صحبت

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

> إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي[3]

[1] رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، باب العین، مجاھد، عن ابن عباس، حدیث نمبر: 11138

[2] ارشاد الطالبین، ص125

[3] سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ، حدیث نمبر: 3786

ترجمہ: میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو بھی گمراہ نہ ہوگئے، ایک خدا کی کتاب، دوسری میری عترت واہل بیت۔

اور بعد میں آنے والے اپنے وارثین اولیائے کاملین کے بارے میں بھی فرمایا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرتا رہے گا۔

کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کے اندر علم وایمان کی پختگی سے اَفعال رذیلہ کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم ﷺ کی سنت پر قائم کرے گا، اور آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ [2]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرنے میں مشغول رہتے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حقیقی پہچان رکھتے ہیں۔ یہاں پر العلماء میں ال معرفہ بنانے (خاص کرنے) کیلئے آیا ہے، یعنی صرف ظاہری و

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ، حدیث نمبر: 4291

[2] الفاطر، 35: 28

دنیاوی علم والا نبی کا وارث نہیں بلکہ تقویٰ وطہارت سے مزین، رسول اللہ ﷺ کے سینے والے نورایمان ومعرفت الٰہی کے حاملین علماء کی بات فرمائی گئی۔

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ[1]
>
> ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر ہوتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل وحجت ہے اپنے بندوں پر۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یتلوا علیهم والے پہلو کے ساتھ ساتھ یزکیهم کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ علم باطنی تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کا اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد وہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کیلئے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین علیہم الرحمہ کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔ معلومات، ان کا فہم وحکمت اور پھر سب سے بڑھ کر تزکیہ نفس،

1 مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزهد ،حدیث نمبر: 34361

یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھودیتی ہیں۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے، مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

حضور ﷺ نے مؤمنین، صالحین کی سنگت، صحبت اختیار کرنے اور ان کے ساتھ ہی تعلق اور واسطہ رکھنے کا حکم فرمایا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرام ﷺ نے فرمایا: صرف مومن کی سنگت ہی اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے۔

صحبتِ مرشدِ کامل میں ذکرِ الٰہی کا حصول۔ تزکیہ و تصفیہ کا اسلوب

جس طرح ہیٹر کے پاس بیٹھنے سے گرمی محسوس ہوتی ہے اور ٹھنڈک کا احساس کم ہوتا ہے اور ائر کنڈیشن کے پاس بیٹھنے سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور گرمی کا احساس کم ہوتا ہے یوں ہی تائب کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے توبہ، خشیہ الٰہی والے کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے خشیہ

[1] الزهد والرقائق لابن المبارك والزهد لنعيم بن حماد (1/124)

الٰہی، گناہوں سے پاک بندے کے صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے گناہوں سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور افعال رذیلہ سے نجات ملتی ہے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق بندے کے دل میں قلب میں اللہ کی یاد کا، اللہ کے ذکر کا پودا لگنے سے اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہونا شروع ہوتا ہے لیکن صرف پودا لگنے سے کام نہیں بنتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ پودا پھل دے، قلب میں اور دیگر لطائف میں نسبت کے بعد جو ذکر الٰہی کا پودا لگتا ہے اس کا پھل اخلاص والے، اللہ کی قبولیت والے نیک اعمال ہیں صرف پودے لگانے سے پھل ملنا نہیں شروع ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تگ ودو محنت اور وقت لگتا ہے۔ آم کا درخت بھی لگایا جائے تو اس پر پھل آنے میں کئی سال لگتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب مالی کی توجہ، اس پودے پر رہے وہ اس پودے کو وقت پر کھاد اور پانی دیتا رہے فالتو شاخوں کی تراش خراش کرتا رہے بیماریوں سے بچاؤ کے لیے اسپرے کرتا رہے اسی طرح مرید بھی اگر مرشد کے پاس آکر ذکر حاصل کرلے لیکن بعد میں رابطہ نہ رکھے مرشد کے پاس آنا جانا نہ رکھے اس کی توجہ اور نظر میں نہ رہے تو اس کا بھی تربیت وتزکیہ نہیں ہوتا نسبت میں آنے کے بعد مرشد کے پاس آتا جاتا رہے تو مرشد کی توجہ سے اس کے ذکر کے بوٹے کو پانی ملتا رہتا ہے ذکر پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ نفس کے جال اور دھوکے سے بچتا رہتا ہے اور جب اس پودے پر پھل آتا ہے تو پھر وہ بندگی میں ڈھلتا ہے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ بھی اس بات کو بیان فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من مرشد وچ لائی ھُو　　نفی اثبات دا پانی ملیا، ھر رگے ھر جائی ھُو

اندر بوٹی مشک مچایا، تے جان پھولن تے آئی ھُو　　جیوے مرشد کامل باھو جھن اے بوٹی لائی ھُو

حضور ﷺ فرماتے ہیں، ہر چیز کی صفائی کسی نہ کسی چیز سے اور دلوں کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرمائی: ہر شے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکرالٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا رہے۔

فرمان رسول کے مطابق دل کی صفائی کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لیے بندے کے دل میں اللہ کے ذکر کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات[2] میں فرماتے ہیں کی نسبت میں آنے کے بعد مرشد کی توجہ اور اسکے اذن سے لطائف سبعہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، اور قالبی کے بعد دیگرے اللہ کی یاد میں آتے ہیں اور مرید کے اندر ہر دم ذکر خدا جاری ہونے کا سبب بنتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر لطیفہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مختلف صفات کے نور کا حامل ہوتا ہے اور اسی نور کی تاثیر سے نفس انسان کے عناصر کی افعال رذیلہ سے تطہیر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی صفات کی پہچان حاصل کر کے بندگی والا بنتا ہے۔ لطیفہ قلب کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کا نور میسر آتا ہے جو بندے کے نفس کی خواہشات اعتدال پر لانے کا سبب بنتا ہے۔ اسکی علامت ذکر کے وقت ماسویٰ اللہ کا نسیان اور ذاتِ حق کیساتھ محوّیت ہے (اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو) اسکی تاثیر رفعِ غفلت اور دفعِ شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی نور کی

[1] الدعوات الکبیر للبیہقی، باب ما جاء فی فضل الدعاء والذکر، حدیث نمبر: 19

[2] مکتوبات امام ربانی ، دفتر اول، مکتوب 22، 34، 58، 260

برکت سے اسے اس بات کا ادراک ہونا شروع ہوتا ہے کہ مجھ سے جو بھی نیک کام ہو رہا ہے وہ تو فاعل حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرم سے ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے،

> مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[1]
>
> ترجمہ: (اے انسان! اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)، اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابی نفس کی طرف منسوب کر)

لطیفہ روح میں اللہ کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ کا نور آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جن کا الٹ اللہ سبحان و تعالیٰ کے ساتھ نہیں موسوم ہو سکتا ان صفات میں (1) حیات (2) علم (3) قدرت (4) سماعت (5) بصارت (6) کلام (7) ارادہ (8) تکوین شامل ہیں۔ اسکی تاثیر غصّہ و غضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبعیت میں اصلاح و سکون کی کیفیت کا ظہور ہے۔ اسی طرح لطیفہ سر کی فناء پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات و اعتبارات کا ظہور ہے اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلّف مال خرچ کرنے اور فکرِ آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔ لطیفہ خفی میں صفات سلبیہ (صفات سلبیہ: سے مراد وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے خود، یا پھر رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ان کی نفی کی ہے جیسے نیند اور تھکاوٹ وغیرہ) کا ظہور ہے۔ اسکی تاثیر حسد و بخل اور کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات حاصل ہو جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کا نور آتا ہے۔ اسکی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مُہلک روحانی امراض سے رہائی پانے اور مکمل حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

---

[1] النساء، 04:79

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے[1] ہیں کہ مرشد کی نسبت اور توجہ (شیخ یا مرشد کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے سالک کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے شیخ سلوک کی منزلوں میں توجہ کے ذریعے لطائف پر فیض القاء کرتا ہے) سے ان لطائف کا ذکر میں آنا گویا کہ مرید کے باطن کا استنجا ہے یعنی کے فرمان رسول کے مطابق ابھی اس کے باطن کی نجاست دور ہوئی ہے اس کے بعد مرشد کی توجہ اور اذن سے مرید کے اندر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ذکر نفی اثبات کا القاء ہوتا ہے اور یہ ذکر نفی اثبات گویا کہ باطن کا وضو ہے اور اگر مرید اس امانت کا (ذکر نفی اثبات) صحیح طریقہ سے عامل ہو تو یہ اس کے باطن کی صفائی کے ذرائع میں سے ہے۔ (اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری تصنیف الاربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ)

بندہ کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اسلام میں داخل ہوتا ہے اللہ کو ماننے والا بنتا ہے معبودان باطلہ کو چھوڑ دیتا ہے جب اپنے نفس کے غلبے سے اس میں شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے پیچھے چلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو گویا اب اس کا باطن حالت کفر میں ہے (کفر بمعنی انکار) حالت انکار میں ہے تو اب یہ کلمہ لا الہ کا ذکر ہے جو اس کے باطن کو نفس کا حالت انکار سے نکال کر اطاعت میں ڈالنے کا ذریعہ توجہ اور اذن مرشد سے بنتا ہے۔

مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا مطلب "مردہ" یہ اپنے پیر کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ، اور یہی محبت کا تقاضا ہے۔ بقول شاعر

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

1 مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 21، 50

جس کو بھی جو ملا ہے اسکو اپنے مرشد کے وسیلے سے اور ان کو اپنے مرشد کے وسیلے سے یہ سلسلہ چلتا چلتا ذات مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم سے ملا ہے۔ ہر بندے کیلئے آج صالحین کی صحبت سے مرشد کامل کے ساتھ محبت اطاعت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحبت میں بیٹھنے، استقامت اختیار کرنے سے ان امراض کا علاج میسر آتا ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اور آپ ﷺ کے غلاموں کے وسیلے سے ہمیں ان مہلک بیماریوں سے نجات عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِى الْاَلْبَابِ

اور (آخرت کے) سفر کا سامان کر لو بے شک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔

(البقرة، 2:197)

حرفِ آخر

زندگی حقوق و فرائض سے عبارت ہے۔

معاشرے اخلاق سے بنتے ہیں۔

اخلاق انسان کی طبیعت کا مستقل میلان ہے جو اس کی فکر و عمل کا عکاس ہوتا ہے۔

علم نے انسان کو شرف بخشا ہے لیکن علم کے باوجود اس پر تاثیر نہ ہو اور اس کے اخلاق نہ سنوریں تو معاشرہ بد صورت رہتا ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں تمام تر علوم کائنات کی تسخیر، پیچیدہ امراض کی تشخیص، حتیٰ کہ اعضا کی تبدیلی جیسے محرکات وغیرہ بھی اخلاقی انحطاط سے انسان کو نہیں نکال سکے۔

اس طرح آج کی طبقاتی تقسیم، ناانصافی، رشتوں ناتوں کی پہچان نہ ہونے، مرد، مرد اور عورت، عورت کے جنسی اختلاط وغیرہ نے، کہاں انسان کو انسانیت میں رہنے دیا ہے؟

انسان کی انسانیت کے حالات گویا اس آیت کریمہ کے مثل ہیں۔

> اُولٰٓىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ[1]
>
> ترجمہ: وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

چودہ سو سال پہلے یہ برائی کے تمام ناسور بعثت رسول ﷺ کی برکت سے، آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے آپ ﷺ کی نسبت والوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں ناپید ہو گئے تھے۔

[1] الاعراف 07:179

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ یُزَكِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ[1]

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

معاشرے کے اندر نئی زندگی انقلاب آفریں، حسن اخلاق سے مزین حقوق فرائض کی تکمیل والی، رشتوں ناتوں کے تقدس، انصاف اور طبقاتی تقسیم سے مبرّا زندگی، آپ ﷺ کی نسبت اور تعلیم و تربیت کی خیرات تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَوَ مَنۡ كَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰهُ وَ جَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ[2]

ترجمہ: اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔

بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا شان نزول یہ ہے کہ ابو جہل نے ایک روز سید عالم ﷺ پر کوئی چیز پھینکی۔ اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار پر گئے تھے جب آپ شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ آپ نہایت طیش میں آئے اور ابو جہل پر چڑھ گئے اور کمان سے اسے مارنے لگے۔ ابو جہل عاجزی اور خوشامد کرنے لگا، کہنے لگا! اے ابو یعلیٰ (حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت) کیا آپ نے

---

[1] البقرۃ، 129:02

[2] الانعام، 122:06

نہیں دیکھا کہ محمد ﷺ کیسا دین لائے ہیں انہوں نے ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی، ہمیں بدعقل بتایا اس پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے بڑا بدعقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت اور غیرت نے ان کے دل کو روشن کر دیا نور سے بھر دیا اس سے پہلے ان کی زندگی بمثل مردہ تھی یعنی قلبی طور پر مردہ تھی اب "حیات قلبی" میسر آئی جس سے شاہ رگ کے قریب رب واضح ہو گیا، اللہ کا احسان ہوا اور "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ[2]" والی کیفیت میسر آئی۔

ان لوگوں کو یہ نور وہدایت سِرَاجًا مُّنِيْرًا[3] ﷺ کے سینے سے ملا تھا جس نے برے اخلاق واضح فرما کر ان کا تدارک فرما دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے،

> اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ[4]
>
> ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچّھم (مغرب) کا قریب ہے کہ اس کا

---

[1] تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج4، ص 1318، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الریاض، 1417ھ

[2] سنن ابن ماجہ، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْإِيمَانِ، حدیث نمبر: 63

[3] الاحزاب،33: 46

[4] النور،24: 35

تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

آپ ﷺ کی نسبت کے نور سے ان کے دل ونفوس روشن ہوتے تو اخلاق رذیلہ دور ہو کر حمیدہ سے متصف ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاتے۔ان کا ذکرِ خیر قرآنِ کریم میں اسی اسلوب میں آیا ہے، کہ ارشاد ہوتا ہے،وَّ اٰمَنُوْا[1] (ایمان رکھیں یعنی اللہ کو مانیں) ثُمَّ اتَّقَوْا[2] (پھر ڈریں یعنی اللہ کی مانیں) وَّ اَحْسَنُوْا[3] (اور پھر نیک رہیں یعنی درجہ احسان تک پہنچے)،اور پھر فرمایا کہ،وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[4] اور اللہ نیکوں کو (اللہ کے محبوبین کو) دوست رکھتا ہے۔

ان کے قلوب أَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ، فَإِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہُ یَرَاکَ[5] کے مصداق یوں روشن ہوئے کہ حکم خدا اور شریعتِ مطہرہ ان کی طبیعتوں کا حصہ بن کر ان کے عمل میں آ گئی۔

ختمِ نبوت کی شان والے، محبوبِ خدا ﷺ کے بعد اب اور نبی نہیں آئے گا۔جیسا کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا فرمان ہے۔

---لَا نَبِیَّ بَعْدِی[6]

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[1] المائدہ، 05:93

[2] المائدہ، 05:93

[3] المائدہ، 05:93

[4] المائدہ، 05:93

[5] صحیح البخاری: کِتَابُ الإِیمَانِ، بَابُ سُؤَالِ جِبْرِیلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الإِیمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ، حدیث نمبر: 50

[6] سنن ابن ماجه، کِتَابُ السُّنَّةِ، بَابُ فَضْلِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 121

اب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نسبت والے وہ غلام جو اس نور سے مزین ہیں، جن کی صحبت کیمیا مردہ دلوں کو حیات دینے والی ہے، وہ قیامت تک حضور ﷺ کی یہ خیرات بانڈتے رہیں گے۔اس ضمن میں امام اہل سنّت نے فرمایا:

چمک تجھ سے پاتے ہیں اب پانے والے   میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

صحابہ کے بعد اولیاء اپنے اپنے دور میں حضور ﷺ کی خیرات بانٹتے رہے، جیسے سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں آنے والے، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت میں آنے والوں کے اخلاق سنورتے گئے۔امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب انور سے فیض حاصل کرنے والوں نے دین کی حقیقی روح کو پایا۔ پھر الحمد للہ دور حاضر میں محبوب سبحان مجدد دوراں مرشد جہاں ابوالحبیب حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے مرشدِ کریم حضور غوث جہاں، طبیب روحاں، ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے وابستگان بھی اسی حقیقی نورانی دولت سے مزین ہیں اور جو کوئی ان معادنِ تقویٰ کے ساتھ محبت اور ادب والا تعلق اور نسبت رکھے اللہ اپنے فضل و کرم سے اُسے بھی اِس نور سے خالی نہیں چھوڑتا، اور اسی تصفیہ و تزکیہ کی بدولت اخلاقِ رزیلہ سے نجات ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ عزوجل اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے، مرشدین عظام کی نسبتوں کے طفیل ہمیں افعالِ قبیحہ سے محفوظ رکھے اور ہمارے لئے اور امت مسلمہ کیلئے حضور ﷺ کے فرامین کی صحبت سے دائمی شفا نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ[1]

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور ﷺ کے شفاعت
اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے،
بالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، مفتی ڈاکٹر محمد عمر فراز محمدی سیفی،
اور ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،
پروف ریڈنگ کے لیے ہمارے جامعہ کے اساتذہ مفتی توقیر الحسن شاہ مشہدی، مفتی محمد بلال محمدی سیفی، مولانا محمد عمران اقبال محمدی سیفی، علامہ محمد رضوان محمدی سیفی، علامہ وقاص احمد محمدی سیفی، حافظ و مفتی محمد رضا فراز محمدی سیفی اور جامعہ کے معاونین بشمول سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی اور دیگر احباب،
اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

[1] سنن الترمذي، أبواب البر والصلة باب ما جاء في الشكر لمن أحسن إليك، رقم: 1955

خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

کے زیر اہتمام مطبوعات

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الأربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الأربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الأربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الأربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الأربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الأربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الأربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الأربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

12 الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ۔
چالیس احادیث: مرشد کامل۔ حقیقت بندگی کے حصول کا ذریعہ

13 الأربعین فی آفات اللسان وعلاجھا۔ چالیس احادیث۔ زبان کی آفات اور اس کا علاج۔

14 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

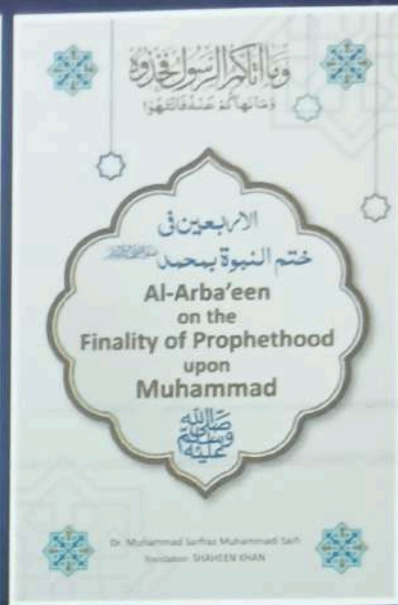
15 الأربعین فی الأعمال السیئۃ و اصلاحھا (جزو اول)۔ چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح

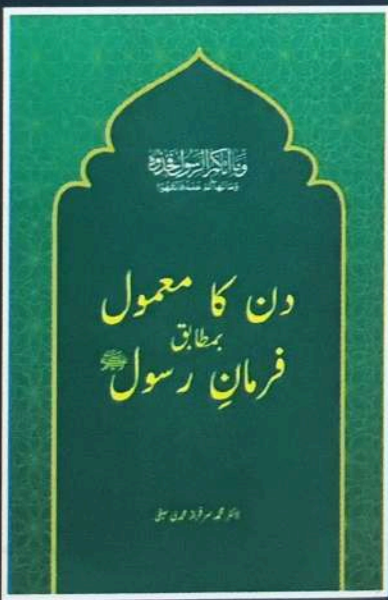
دیگر مطبوعات

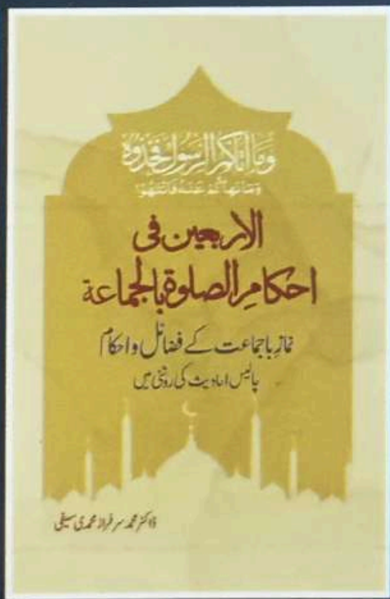
دیگر تصانیف

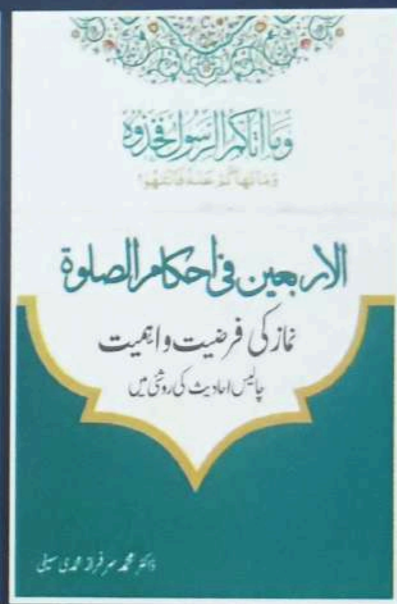












خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد